ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

12
دسمبر ۲۰۱۶ء
ربیع الاول ۱۴۳۸ھ

احرار ـــــ اسلام اور وطن کے خادم

مجلس احرار اسلام، دین والوں کی خادم جماعت ہے، ہم نے اس جماعت کی رفاقت کو شعوری طور پر قبول کیا ہے

احرار کا منشور اور نصب العین قرآن و سنت کے عین مطابق ہے

احرار، امت کے اِجماعی عقائد اور مسلک پر کار بند ہیں۔ علماء حق اور مشائخ عظام نے احرار کے پروگرام کی ہمیشہ تائید و حمایت کی ہے

مجلس احرار اسلام نے اپنے قیام ۲۹؍ دسمبر ۱۹۲۹ء سے لے کر آج تک ہر دینی و قومی تحریک میں اخلاص کے ساتھ بھرپور حصہ لیا اور عظیم الشان قربانیاں دیں۔ تحریکِ آزادی، تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت اور تحریکِ مدح صحابہ تاریخ **احرار** کے زریں باب اور ماتھے کا جھومر ہیں۔

خدمت دین کے کئی شعبے اور رکام کے بہت محاذ ہیں۔ دین کی دعوت، مسلمانوں کی صحیح رہنمائی، عقیدہ و ایمان کا تحفظ اور رخدمت خلق ہماری جدو جہد کے وسیع میدان ہیں

احرار عدم تشدد، پرامن ذرائع اور باہمی اُخوت و اتحاد کے علم بردار ہیں۔ ملک کا مستقبل نوجوانوں سے وابستہ ہے۔ نوجوان آگے بڑھیں اور **مجلس احرار اسلام** کی پر امن جدوجہد میں شامل ہو کر اسلام اور وطن کے لیے اپنا عظیم الشان کردار ادا کریں

پیغام: سینتیسویں سالانہ تحفظ ختم نبوت احرار کانفرنس چناب نگر (۱۲؍ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ ــــ ۴؍ جنوری ۲۰۱۵ء)

ابن امیر شریعت
قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی و فکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ حفظ و ناظرہ قرآن اور درسِ نظامی میں درجہ متوسطہ سے درجہ خامسہ تک تعلیم جاری ہے
★ دارالافتاء کا قیام ★ صرف و نحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر و تحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

● وسیع بیسمنٹ ہال ● دارالقرآن ● دارالحدیث ● دارالمطالعہ
اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔
تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے
تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے
صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ و عشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0278-37102053 یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 27 شمارہ 12 ربیع الاول 1438ھ / دسمبر 2016ء

Regd.M.NO.32

تشکیل

دل کی بات:	مجلس احرار اسلام، محاسبۂ قادیانیت اور دعوت اسلام	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات:	چناب نگر کے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو دینے کا فیصلہ	عبداللطیف خالد چیمہ	4
	ختم نبوت کانفرنس چناب نگر 11-12 ربیع الاول 1438ھ		
مرکزی سرکلر:	39 ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے شرکاء	عبداللطیف خالد چیمہ	6
//	اور کارکنوں کو ہدایات		
افکار:	مائنارٹی بل یا اسلام سے بغض؟	یعقوب غزنوی	7
//	تعلیمی نصاب میں تبدیلیاں اور امریکی کمیشن کی رپورٹ	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	10
دین و دانش:	احادیثِ نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام	حافظ عبید اللہ	13
//	اور منکرین حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ (قسط ۸)		
ادب:	ذکر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	محمد فیاض عادل فاروقی	20
//	عشق کے قیدی (ناول) (قسط نمبر۴)	ظفر جی	21
مطالعہ:	جناب جاوید غامدی اور جماعت احمدیہ لاہور مخمصے میں	شکیل عثمانی	27
قادیانیت:	اسلام اور قادیانیت (آخری قسط)	مولانا محمد مغیرہ	35
حسنِ انتقاد:	تبصرہ کتب	مبصر: صبیح ہمدانی	45
یادِ رفتگاں:	حافظ ارشاد احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ	عبدالمنان معاویہ	46
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	52
اشاریہ:	اشاریہ "نقیبِ ختم نبوت" (2016ء)	مرتب: محمد یوسف شاد	54

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری ابن امیر شریعت دامت برکاتہم

مدیرِ مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com
محمد نعمان سنجرانی

تزئین: محمد مزمل حمید

سرکولیشن منیجر: محمد یوسف شاد
0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک ——— -/200 روپے
بیرون ملک ——— -/4000 روپے
فی شمارہ ——— -/20 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیب ختم نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ
www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز
Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

مجلس احرارِ اسلام، محاسبۂ قادیانیت اور دعوت اسلام

سید محمد کفیل بخاری

۱۱، ۱۲ ربیع الاوّل کو مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام چناب نگر میں ۳۹ رویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہورہی ہے۔ جس میں معروف علماء ومشائخ، دانش ور، صحافی، سکالرز، مختلف مکاتب فکر کے رہنما اور عوام شریک ہورہے ہیں۔ ذیل کی تحریر میں احرار، تحفظ ختم نبوت اور قادیانیوں کو دعوت اسلام کی مناسبت سے مجھے چند معروضات پیش کرنی ہیں۔

مجلس احرار اسلام اتحاد امت کی داعی جماعت ہے۔ ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو قائم ہونے والی یہ جماعت آج اپنی عمر عزیز کے ۸۷ر سال مکمل کر رہی ہے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مفکر احرار چودھری افضل حق، مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور مولانا مظہر علی اظہر جیسے عظیم رہنما مجلس کے بانیوں میں شامل تھے۔ پھر شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، شورش کاشمیری اور صاحبزادہ سید فیض الحسن بھی قافلۂ حریت میں شامل ہوگئے۔ اس طرح یہ جماعت تمام مسالک کی نمائندہ جماعت بن گئی۔ جس میں علماء کے علاوہ ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ انگریز سامراج سے ملک کی آزادی، مسلمانوں کے عقائد وایمان کا تحفظ، دعوتِ اسلام اور خدمتِ خلق جماعت کے بنیادی مقاصد قرار دیے گئے۔ چنانچہ ان مقاصد کے حصول کے لیے اکابر احرار نے سردھڑ کی بازی لگادی، قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں، درجنوں تحریکوں کی قیادت کی، سیاست کے میدان میں پوری قوت سے اترے، ۱۹۳۶ء اور ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں حصہ لیا اور مجلس احرار اسلام پنجاب میں ایک بڑی سیاسی قوت کے طور پر ابھری۔

اسلام کے خلاف استعمار کا سب سے بڑا فتنہ قادیانیت ہے۔ اس فتنے کے محاسبہ وتعاقب، تردید ومذمت اور اس کے شکار لوگوں کو اسلام کی دعوت کو احرار نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ محدث العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو ''امیر شریعت'' منتخب کر کے مجلس احرار اسلام کو تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر سرگرم کیا تھا۔ الحمد للہ احرار نے اس محاذ پر جدوجہد کا حق ادا کیا۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء کی ''احرار تبلیغ کانفرنس'' قادیان سے لے کر ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۴۳۸ھ ر دسمبر ۲۰۱۶ء کو چناب نگر میں منعقد ہونے والی تحفظ ختم نبوت کانفرنس وجلوس دعوتِ اسلام تک ۸۷ سالہ تحریکی سفر میں احرار کارکنوں اور قائدین نے جس استقامت اور جرأت وایثار کا مظاہرہ کیا' وہ اُن کے لیے توشۂ آخرت ہے۔ خصوصاً تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ۱۹۳۴ء (قادیان) ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء (پاکستان) میں برپا ہونے والی تحاریک مقدس تحفظ ختم نبوت، احرار کی جدوجہد کا حاصل ہیں۔ اس وقت پاکستان میں دینی کام کے حوالے سے جو صورتحال ہے' وہ نہایت اہم ہے۔ دینی حلقوں کو

اس کا مکمل ادراک کرتے ہوئے مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ پُر امن آئینی راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ پورا مغرب عالمی طاغوت کی قیادت میں اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف متحد ہے۔ ہمیں اس خوف ناک امتحان و آزمائش میں سرخرو ہونا ہے۔ دعوت وتبلیغ کے کام کو مزید بہتر اور منظّم کرنا ہے، جونقصان ہو چکا اُسے یاد رکھنا اور جو بچ گیا اسے باقی رکھنے کی تدبیر وحکمت اختیار کرنا سب سے اہم کام ہے۔ اگر ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ بات سمجھانے میں کامیاب ہوگئے تو ان شاء اللہ مستقبل میں اپنے اہداف ضرور حاصل کرلیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ورسول سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو ایمان والوں کے لیے تا قیامت بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے جگانا اور غیر مسلموں خصوصاً قادیانیوں کو حکمت وموعظت حسنہ کے ساتھ اسلام کی دعوت دینا اورانہیں جنت کے راستے پر گامزن کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں غیر مسلموں، خصوصاً قادیانیوں کو دعوت اسلام کے نہایت حوصلہ افزا نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ الحمد للہ ہماری تھوڑی سی کوشش سے کئی پیدائشی قادیانی مسلمان ہوئے اور مزید محنت جاری ہے۔ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو ایوانِ احرار لاہور میں منعقدہ ایک ماہ کے دورۂ تربیت المبلغین میں علماء ومبلغین کی اسی نہج پر تربیت کی گئی۔ شرکا کو دعوت کے قرآنی ونبوی اسلوب، داعی کے اوصاف اور دعوت کے طریقہ کار سے روشناس کرایا گیا۔ موجودہ حالات میں ہمیں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، دین کی دعوت اور خدمتِ خلق کے کام کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالینا چاہیے۔

گزشتہ دنوں اسلام کے نام پر قائم ہونے والی مملکت پاکستان کی سندھ اسمبلی نے قبول اسلام کے خلاف قانون پاس کیا ہے۔ یہ ایک شرمناک حرکت ہے جو مسلمان کہلانے والے ارکان اسمبلی نے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج ہے نہ اس کا دین۔ سندھ اسمبلی کے ارکان صرف اسی بات پر ہی غور کرلیں کہ آج اسلام قبول کرنے والوں کی سب سے زیادہ تعداد مغرب کے لوگوں کی ہے۔ کسی کو جبراً اسلام میں داخل کرنے کا تو خود اسلام بھی مخالف ہے لیکن اپنی مرضی سے قبول کرنے والوں کو مسلمانوں کی طرف سے روکنا یقیناً مغرب کا ایجنڈہ ہے۔ کیونکہ مغرب خود فروغ اسلام سے پریشان ہے۔ ہمیں سندھ اسمبلی کے ارکان پر بھی دعوت و اصلاح کی محنت کرنی چاہیے اور انھیں تنہا نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اسلام کی دعوت، فروغ اور نشر واشاعت کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی، اسلام ہی باقی رہنے والا زندہ دین ہے۔

مجلس احرار اسلام ۱۱،۱۲؍ربیع الاوّل کو چناب نگر میں یہی فریضہ ادا کرنے کی ایک ادنیٰ سے کوشش اور محنت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیاوی خواہشات سے پاک ہوکر صرف اپنی رضا اور آخرت میں حصولِ فلاح کے لیے جدوجہد کی توفیق عطاء فرمائے، ہمیں اس راستے میں قبول فرمائے اور پیارے وطن پاکستان کو اسلام کا قلعہ اور امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے۔

چناب نگر کے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو دینے کا فیصلہ

عبداللطیف خالد چیمہ

آج سے 44 سال قبل 1972ء میں پیپلز پارٹی کے دورِ اقتدار میں جب پرائیویٹ تعلیمی ادارے قومیائے گئے تو اُس وقت کے ربوہ (حالیہ چناب نگر) کے پرائیویٹ تعلیمی ادارے بھی سرکاری تحویل میں لے لیے گئے، گزشتہ چوالیس سالوں کے طویل عرصہ میں صوبائی حکومت کے اربوں روپے اِن تعلیمی اداروں کی تعمیر وترقی پر خرچ ہوئے اور یہاں سے ریونیو بھی صوبائی حکومت کے خزانے میں ہی جاتا ہے، سرکاری محکموں میں مسلط قادیانی اپنے سرپرستوں کے تعاون سے کوئی نہ کوئی اندرون خانہ سازش کرتے رہتے ہیں، قادیانیوں نے چناب نگر کے نیشنلائزڈ تعلیمی ادارے حاصل کرنے کی خفیہ کوششیں نومبر 2013ء میں باقاعدہ شروع کیں، اُس وقت قادیانی جماعت کا ایک 20 رکنی وفد وزیراعلیٰ پنجاب سے ملا، اس ملاقات کے بعد وزیراعلیٰ کے ڈپٹی سیکرٹری نے محکمہ تعلیم کے دونوں سیکرٹریز کو ایک لیٹر نمبری 00/0967 DS ASSEM (EMO/13/07-47/(B) لکھا، جس میں ارجنٹ ہدایت کی گئی کہ 5 روز کے اندر اندر 3 اضلاع میں 10 تعلیمی ادارے قادیانیوں کے حوالے کر دیئے جائیں لیکن مجلس احرار اسلام اور دیگر جماعتوں اور طلباء تنظیموں کے احتجاج پر معاملہ دبا دیا گیا۔ ایسی دوسری کوشش فروری 2014ء میں امریکی کانگریس میں ”مسلم احمدیہ کاکس“ کے بعد کی گئی جسے پنجاب حکومت نے پذیرائی نہ بخشی، پھر تیسری کوشش اپریل 2014ء میں ہوئی جب امریکی حکومت کے ساتھ ساتھ برطانیہ میں مرزا مسرور احمد کے خصوصی نمائندے عطاء الحق عرف (اے حق) کو اس مشن پر پاکستان بھیجا گیا مگر وہ بھی اپنے مشن میں ناکام رہا اور چوتھی بار اِس طرح ہونے جا رہا ہے کہ قادیانی جماعت صوبائی محکمہ تعلیم اور حکومت پنجاب کی مکمل ملی بھگت بلکہ پُشت پناہی سے لاہور ہائی کورٹ پہنچنے میں کامیاب ہوئی، صوبائی حکومت اور محکمہ تعلیم نے خود موقع فراہم کیا کہ قادیانی اپنی اجارہ داری قائم کرنے کے لیے آگے بڑھنے میں کامیاب ہوسکیں، ہماری معلومات کے مطابق لاہور ہائی کورٹ نے سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کو لکھا ہے کہ وہ اس معاملے کو دیکھ کر فیصلہ کریں، جبکہ سیکرٹری ایجوکیشن نے ڈائریکٹر کالجز فیصل آباد سے رپورٹ مانگ لی ہے، ہم عدالتوں پر مکمل اعتماد بھی کرتے ہیں اور آئینی و پرامن جدوجہد پر ہی یقین رکھتے ہیں، لیکن عالمی دباؤ اور سرکاری مداخلت کے ساتھ ہونے والے ایسے فیصلے جو بادی النظر میں مسلمانوں کے ایمان وعقیدے پر وار کرنے کے لیے کیے جائیں اور وطن عزیز کے اسلامی تشخص کو کفر وارتداد کی اجارہ داری کے ذریعے تباہ کیا جائے وہ کسی طور بھی مناسب حال نہیں اور قرین قیاس نہیں۔ ہم اِن سطور کے ذریعے مرکزی وصوبائی حکومتوں، خصوصاً وزیراعلیٰ پنجاب

،صوبائی وزیر تعلیم ،سیکرٹری تعلیم ،ڈائریکٹر ایجوکیشن اور متعلقہ حکام سے درخواست کرنا چاہیں گے کہ وہ ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ قادیانی عقائد پڑھیں ،اسلام اور وطن عزیز کے خلاف قادیانی سازشوں کا ادراک کریں اور گورنمنٹ ٹی آئی کالج (بوائز) گورنمنٹ جامعہ نصرت گرلز کالج ،گورنمنٹ جامعہ نصرت ہائی سکول (بوائز)،گورنمنٹ گرلز ہائی سکول فضل عمر سمیت چناب نگر کے 6 تعلیمی اداروں کو دوبارہ قادیانی اِرتدادی تبلیغ کے اڈے بننے سے بچالیں ،یاد رہے کہ مذکورہ تعلیمی اداروں میں طلباء وطالبات اور سٹاف ملازمین کی غالب اکثریت مسلمان ہے ،جو غیر جانبداری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں ،تمام مکاتب فکر کے سرکردہ رہنماؤں نے متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے مشترکہ پلیٹ فارم سے بھی مطالبہ کیا ہے کہ چناب نگر کے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو دے کر کفر وارتداد کی آماجگاہیں نہ بنائیں ،اس سلسلہ میں ختم نبوت رابطہ کمیٹی کا ایک اجلاس 27۔نومبر اتوار کو بعد نماز ظہر مرکزی دفتر احرار نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں مولانا زاہد الراشدی کی صدارت میں منعقد ہوا اور اس میں مختلف دینی جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں نے شرکت کی ،اس اجلاس میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ قادیانیوں کو آئین کا پابند بنایا جائے اور ان کی حقیقی آبادی سے قوم کو آگاہ کیا جائے۔

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر 11-12 ربیع الاوّل 1438ھ:

11-12 ربیع الاوّل 1438ھ کو چناب نگر میں منعقد ہونے والی سالانہ ''احرار ختم نبوت کانفرنس'' میں چند روز باقی ہیں ،اِن سطور کے ذریعے قارئین ''نقیب ختم نبوت'' ،وابستگانِ احرار اور کارکنان تحریک ختم نبوت سے تاکیدی گزارش کا اعادہ کیا جاتا ہے کہ وہ کانفرنس کی کامیابی کے لیے دعاؤں کا خصوصی اہتمام کریں اور دعوت کے حلقہ کو آگے بڑھائیں ،سالانہ کانفرنس اِن شاء اللہ تعالیٰ پورے جوش وخروش اور دنیا بھر میں عقیدۂ ختم نبوت کا پیغام عام کرنے کا موجب بنے گی ،قادیانیوں کو دعوت اسلام کا فریضہ حسبِ سابق دہرایا جائے گا اور اپنے عزم بالجزم کا اظہار کیا جائے گا ،کانفرنس کے شرکاء کے لیے ''ہدایات'' کے نام سے سرکلر میں دی گئیں گزارشات پر مکمل عمل درآمد کو یقینی بنائیں (سرکلر شامل اشاعت ہے) وما علینا الا البلاغ

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
29 دسمبر جمعرات بعد نمازِ مغرب | دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
تقریبِ پرچم کشائی
29 دسمبر 2016
بعد نماز عصر انشاء اللہ
بموقع یوم تاسیسِ احرار
مجلس احرار اسلام پاکستان کے 87ویں یوم تاسیس کے موقع پر حضرت قائد احرار دامت برکاتہم دار بنی ہاشم میں ،پاکستان اور مجلس احرار کے پرچموں کو لہرائیں گے اور کارکنان سے گفتگو کریں گے
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ ذکر واصلاحی بیان ہوتا ہے
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ایوانِ احرار: C/69 نیو مسلم ٹاؤن، وحدت روڈ لاہور

مرکزی سرکلر بنام ماتحت مجالس 2016/3

عنوان: ''39ویں سالانہ دوروزہ ختمِ نبوت کانفرنس'' چناب نگر کے سلسلہ میں کارکنوں کے لیے ہدایات

جملہ مندوبین شرکاء اور احرار ساتھیوں کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ———— مزاج گرامی!

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام اِن شاءاللہ تعالیٰ 12,11 ربیع الاوّل 1438ھ جامع مسجد احرار چناب نگر میں سالانہ ختمِ نبوت کانفرنس قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی منعقد ہو رہی ہے۔ اس کانفرنس کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کے لیے درج ذیل امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے تیاریاں تیز کردیں۔

- ☆ کانفرنس کے اشتہارات آپ تک پہنچ چکے ہوں گے اگر ابھی تک اشتہارات نہ ملے ہوں یا آپ کی ضرورت سے کم ہوں تو ملتان مرکز سے رابطہ فرما کر اشتہارات منگوا سکتے ہیں
- ☆ کانفرنس میں شرکت کے لئے اپنے جماعتی و غیر جماعتی ماحول میں محنت کریں اور انفرادی و اجتماعی شرکت کو یقینی بنائیں نیز کانفرنس اور قافلے کی روانگی کے حوالے سے اخبارات کے مقامی نمائندگان کے ذریعے خبریں بھجوانے کا اہتمام ضرور کریں
- ☆ ہر مقامی جماعت کے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ نظم وضبط کا ماحول پیدا کریں۔ کانفرنس میں شرکت کرنے والے ساتھیوں کی تربیت کریں اور ایک نیک مقصد کے لئے سفر کے آداب کو ہر حال میں ملحوظ رکھیں
- ☆ دورانِ سفر کلمہ طیبہ اور درود پاک کا ورد جاری رکھیں
- ☆ پنڈال میں داخل ہونے سے پہلے قافلے کے امیر استقبالیہ کیمپ میں اپنے ساتھیوں کی تعداد کا اندراج کروائیں
- ☆ چناب نگر میں بلا ضرورت نہ گھومیں پھریں اور نہ ہی قادیانیوں کے ساتھ بحث کریں
- ☆ دورانِ اجتماع مسجد میں حاضری کو یقینی بنائیں
- ☆ ہر شاخ یا شرکت کرنے والے ساتھی اپنی تعداد کی مناسبت سے پانچ سے دس جماعتی پرچم ساتھ لائیں اور ممکن حد تک تمام ساتھی سرخ قمیص میں ملبوس ہوں
- ☆ کانفرنس کی مناسبت سے جن شاخوں کے پاس بینرز موجود ہوں وہ ہمراہ لائیں ممکن ہو تو نئے بینرز بنوانے کا اہتمام کریں
- ☆ روانگی سے قبل اپنی سواری پر جھنڈا اور بینرز آویزاں کریں جس کی عبارت ''احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر'' ہو
- ☆ تمام ساتھی / قافلے سفر کے دورانیے کا اندازہ کر کے ایسے وقت سفر شروع فرمائیں کہ آپ زیادہ سے زیادہ 12 ربیع الاوّل کو نماز فجر تک مرکز چناب نگر پہنچ جائیں اس سے زیادہ تاخیر مناسب نہیں
- ☆ **جن شاخوں کو انتظامات کے لیے کارکن مہیا کرنے کا کہا گیا ہے ان سے درخواست ہے کہ متعینہ کارکنوں کی تربیت کریں اور یہ ساتھی 11 ربیع الاوّل کو نماز ظہر تک لازماً چناب نگر پہنچ کر سید محمد کفیل بخاری (0300-6326621) کو رپورٹ کریں**
- ☆ اپنے اردگرد مشکوک افراد پر نظر رکھیں
- ☆ موسم کے مطابق بستر ہمراہ رکھیں اور کھانے پینے کی چھوٹی موٹی اشیاء مثلاً پانی کی بوتل چنے، بسکٹ وغیرہ اگر ساتھ رکھیں تو سہولت رہے گی
- ☆ اپنے قافلے کا امیر مشاورت سے مقرر کریں اور اطاعتِ امیر کو شعار بنائیں
- ☆ 12 ربیع الاوّل کو جلوس کے موقع پر دی جانے والی ہدایات پر مکمل عمل پیرا ہوں دورانِ جلوس نظم وضبط قائم رکھیں ہلڑ بازی اور منفی نعرے بازی سے مکمل پرہیز کریں
- ☆ 29 اکتوبر 2015ء کو چناب نگر میں کانفرنس سے متعلق جو اجلاس ہوا اس میں اس کانفرنس کے انتظامات کے لیے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری کو ناظم اجتماع مقرر کیا گیا ہے، جبکہ مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس، مولانا تنویر الحسن، مولانا محمد اکمل، سید عطاء المنان بخاری، اور مولانا فیصل متین کو نائبین مقرر کیا گیا ہے۔
- ☆ چناب نگر مرکز میں اجتماع کے موقع پر جگہ کم پڑ جاتی ہے جس کی وجہ سے ہم آنے والے مہمانوں اور مقررین کا خاطر خواہ اکرام نہیں کر پاتے اس بات کو محسوس نہ کریں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مزید وسیع جگہ عطاء فرمائیں (آمین) تاکہ سارے نظام میں آسانی رہے جماعتی و غیر جماعتی احباب کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی توجہ غیر ضروری ملاقاتوں کی بجائے اجتماع پر مرکوز رکھیں اور کام میں بے حد مشغول ذمہ داران کو الجھن میں نہ ڈالا کریں اس سے نظم بھی خراب ہوتا ہے اور کام کا حرج بھی
- ☆ اجتماع گاہ میں نظم وضبط کا خیال رکھیں
- ☆ دورانِ جلوس پرنٹ شدہ نعرے ہی متعین افراد لگائیں گے
- ☆ چناب نگر انتظامیہ ہمارے ساتھ تعاون کرتی ہے ان کے ساتھ بدتمیزی سے اجتناب کریں
- ☆ دورانِ وقفہ بیانات، سٹالز سے اپنی ضروریات کی اشیاء خریدیں
- ☆ کانفرنس کے موقع پر کانفرنس کے اخراجات / چناب نگر / مرکز / نقیب ختم نبوت / احرار نیوز یا کسی بھی دوسری مد میں فنڈز کے لیے جگہ اور افراد متعین ہوں گے اس کام کے لیے متعلقہ جگہ پر ہی رقوم جمع کروائیں
- ☆ کھانے کے لیے ترتیب کے ساتھ جن شہروں کے قافلوں کا اعلان کیا جائے براہ کرم صبر وتحمل سے اُسی ترتیب کے ساتھ کھانے کے پنڈال میں تشریف لے جائیں۔ کھانے کے لیے 20 روپے فی کس کا ٹوکن جاری کیا جائے گا قافلے کے امیر اپنی تعداد کے حساب سے ٹوکن حاصل کریں اور بوقت طعام معمر افراد کا خاص خیال کریں
- ☆ ہر ماتحت شاخ کے لیے ضروری ہے کہ وہ پانچ ہزار روپے (=/5000) چناب نگر کانفرنس کے اخراجات کی مد میں لازماً بھجوائے یا موقع پر جمع کروائے
- ☆ پارکنگ کے لیے جو جگہ مختص ہے اس کو استعمال میں لائیں اور متعلقہ انتظامیہ کی ہدایات پر سختی سے عمل فرمائیں

امید ہے کہ آپ ہماری گزارشات کو ہر حال میں مقدم وملحوظ رکھیں گے، شکریہ، والسلام

پروگرام اِن شاءاللہ تعالیٰ

☆ پہلی نشست: درس قرآن کریم بعد نماز فجر ☆ بیانات علماء کرام 11 تا 1 بجے

☆ تقریب پرچم کشائی 10 بجے ☆ نماز ظہر 1:30 ...... جلوس: بعد نماز ظہر

ملتمس: عبداللطیف خالد چیمہ
ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان
موبائل نمبر: 0300-6939453

المرسل: (مولانا) محمد مغیرہ، مرکزی ناظم تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان (چناب نگر، ضلع چنیوٹ) موبائل: 0301-3138803

www.ahrar.org.pk / majlisahrar@yahoo.com / +9242-35865456, +9242-35912644

مائنارٹی بل یا اسلام سے بغض؟

یعقوب غزنوی

دل نہیں مانتا کوئی کتنا ہی روشن خیال اور جمہوریت پرستی کا دلدادہ کیوں نہ ہو، اگر سچا مسلمان ہے تو سندھ اسمبلی میں گزشتہ جمعرات کی قانون سازی کو ہرگز تسلیم نہیں کرے گا جہاں اقلیتوں کی آڑ میں شعائرِ اسلامی کا قتل عام کرتے ہوئے مائنارٹی رائٹس کمیشن بل ۲۰۱۵ء نہ صرف منظور کیا گیا، بلکہ سینئر وزیر پارلیمانی امور نثار کھوڑو نے اسلامی اقدار کی پامالی کے اس تازیانے پر خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہوئے اسے سندھ اسمبلی کی توجہ، محنت اور جدوجہد کا ثمر جانا اور پورے ایوان کو مبارکباد کا مستحق بھی قرار دے ڈالا۔

صد حیف! یہ کون سے مسلمانوں کی اسمبلی ہے؟ انھی کی جنھوں نے قیام پاکستان کی قرارداد سب سے پہلے منظور کر کے مسلم حمیت کی تاریخ رقم کی تھی اس پاکستان کے قیام کی حمایت کی تھی، جس کا واضح نعرہ لا الہ الا اللہ کی عملی تفسیر ہے جس کی تشریح مسلمانوں کی ایک آزاد اور خودمختار اسلامی سلطنت ہے۔ مذکورہ بالا بل کی منظوری پر ہرگز یہ یقین نہ آیا اور سوال اٹھ کھڑا ہوا کہ کیا یہ اسی سندھ دھرتی کی اسمبلی ہے جسے برصغیر کی تاریخ میں ''باب الاسلام'' کا درجہ حاصل ہے؟ تو پھر کیوں بنا کسی ردوکد یہاں قبول اسلام پر قدغنیں لگا کر اسلاف کے کارناموں کو ملیا میٹ کیا جا رہا ہے، کیوں ترویج اسلام کی راہ میں روڑے اٹکا کر بے باکانہ انداز میں قانون سازی کی جا رہی ہے؟

موجودہ سندھ اسمبلی میں کتنے غیرت مند مسلمان ہیں، مذکورہ بل کی کثرت رائے سے منظوری نے اس کا ہی بھانڈہ نہیں پھوڑا، بلکہ یہ بھی واضح کر دیا کہ اسمبلی سے باہر بیٹھی سیاسی لیڈر شپ اپنے دین ومذہب سے کتنی سنجیدہ ہے۔ اسمبلیوں میں بیٹھنے والوں کی مصلحت پسندی سے تو سب واقف ہیں، مگر پریشان کن صورت حال اس اعلیٰ مذہبی قیادت کی طرف سے بھی لاحق ہے جو مذکورہ معاملے سے لاتعلق دکھائی دیتی ہے اور جس نے مذکورہ بل کی منظوری پر کسی سخت ردعمل کا اظہار نہ کر کے اپنی عیش کوشی کو ظاہر کر دیا۔ ایسے لیڈران کی خاموشی تا حال سوالیہ نشان ہے۔ کیوں کہ یہی تو وہ طبقہ ہے جو عوام الناس میں خود کو دین کا نگہبان باور کراتے نہیں تھکتا اور پھر ان کے کارناموں کی اپنے قلم کی نوک سے خدمت کرنے والے ''دانشورانِ ملت'' جو ان کی اسلامی، مذہبی خدمات کا ڈھنڈورا کچھ یوں پیٹتے ہیں کہ سحر طاری ہو جائے، یہ اوران ملت ایک لنچ یا ڈنر پر قصیدہ خوانی کا ایسا خوشامدی خوان جماتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جائے۔ سندھ اسمبلی کی قانون سازی پر میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے ویسے ہی جارحانہ ردعمل کا ابھی تک منتظر ہوں، جیسا ردعمل حضرت والا جمہوریت کو خطرہ لاحق ہونے پر دیتے آئے ہیں مگر ابھی تک مجھے اس حوالے سے مایوسی کا ہی سامنا ہے۔ حرف اگر جمہوریت پر آئے تو حضرت گرامی سوتے سے جاگ پڑتے ہیں اور مصالحت

کے لیے اپنی زنبیل لے کر صوبہ در صوبہ ہی سفر نہیں کرتے، بلکہ بیرون ملک دوروں سے بھی احتراز نہیں فرماتے۔ کوئی جناب سراج الحق کو بھی چٹکی بھر کر جگا دے جو دیگر مسائل پر تو گاہے بگاہے احتجاج، مظاہروں اور ٹرین مارچ کا سلوگن ساتھ لیے پھرتے ہیں، مگر سندھ اسمبلی کے اس مسلم دشمن بل پر مہر بہ لب ہیں۔ کہاں ہیں صاحبزادہ حامد رضا کاظمی اور ان کے پیروکار؟ کہاں ہیں مذہبی امور کے گدی نشیں سردار یوسف؟ کیوں خاموش ہیں منبر و محراب کے وارثین و جانشین اور ان سے بھی کہیں بڑھ کر ان کے وہ ”حوارین، دانشوران ملک و ملت“ جو ان سب کو اوران ہی جیسے نہ جانے کتنوں کو دین و مذہب کا رکھوالا اور اسلام کی اساس کہنے، لکھنے میں ذرا تامل نہیں کرتے۔ ان کی نظر میں یہی اب ہم مسلمانوں کے نجات دہندہ ہیں، لہٰذا ہم ان پر بھول کر بھی معترض نہ ہوں، مبادا وہ ناراض نہ ہو جائیں اور لذت کام و دہن کا وسیلہ بھی ہاتھ سے جائے۔

میری یہ بات گستاخی کے زمرے میں ہی شمار کی جائے گی، مگر میں ابھی تک نہیں بھولا جب پارلیمنٹ لاجز اسلام آباد میں شراب و شباب کی ایک مخلوط و فحش محفل کے انعقاد پر رکن قومی اسمبلی جمشید خان دستی نے اپنے دست و بازو پھیلا کر واویلا مچایا تھا۔ اس محفل کی خفیہ ریکارڈنگ بھی عرصے تک سوشل میڈیا پر گردش کرتی رہی تھی، پھر اس معاملے کی سرکاری سطح پر تحقیقات بھی کرائی گئی مگر معاملہ چوں کہ صاحب حیثیت اور بااختیار لوگوں کا تھا، لہٰذا نہایت ڈھٹائی سے اس کو جھٹلا کر دفن کر دیا گیا۔ اس وقت اس واقعے پر تو حضرت مولانا فضل الرحمٰن اس طرح خاموش نہ تھے جس طرح سندھ اسمبلی سے غیر اسلامی بل کی منظوری پر خاموش ہیں۔ جمشید دستی کے پارلیمنٹ لاجز کے واویلے پر مولانا نے میڈیا کے کسی چبھتے ہوئے سوال کے جواب میں اپنا سخت ردعمل ظاہر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”میں اگر ہوتا تو (جمشید دستی کی طرح) اس واقعے کا واویلا یوں نہ کرتا“ مولانا کا یہ فرمان اس وقت بالکل ایسا ہی تھا جیسے بگڑی ہوئی بدمست اولاد کی طرف داری میں کسی صاحب اختیار باپ کی شفقت پدری عود کر آتی ہو۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) میں اس وقت بھی مولانا کے خاموش رہنے کی تلقین پر معترض ہوا تھا اور آج سندھ اسمبلی کے متنازعہ بل پر ان کے کسی دبنگ ردعمل کے نہ آنے پر بھی معترضین کی صف میں ہی کھڑا ہوں۔

سندھ اسمبلی سے منظور کیے جانے والے بل کی حقیقت میری نظر میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ بل ہمارے اپنے مذہب بےزاروں اور غیروں کی اسلام سے خوف کی علامت ہے۔ مسلمانوں میں، مسلم دشمنی کے فروغ کے لیے ایک پورا مائنڈ سیٹ کارفرما ہے، جو اسمبلیوں میں براجمان لوگوں کو مراعات دے کر اپنے کام نکلوا رہا ہے۔ سندھ اسمبلی میں اسلام مخالف بل لانے کا سہرا فنکشنل لیگ کے سر منڈھا گیا جس کے ہندو رکن نند کمار نے اقلیتوں کی آڑ میں خالصتاً ہندو کمیونٹی کے مفادات کا بل پیش کر کے نریندر مودی کو بھی نیچا دکھا دیا کہ جو کام بڑا مودی بھارت میں نہ کر سکا وہ کام چھوٹے مودی نے سندھ اسمبلی میں کر دکھایا، مبارکباد صرف اسی کا حق نہیں، بلکہ مبارکباد کے مستحق تو اسپیکر سندھ اسمبلی بھی ٹھہرتے ہیں کہ سب کچھ ان کی سرپرستی میں ہی ہوا۔ ہندو تو خیر سے راجہ داہر کا بدلہ لے رہے ہیں اور یہ بات کسی حد تک سمجھ میں بھی آتی ہے مگر یہ مسلم اراکین اسمبلی کو کیا ہوا ان کی غیرت و حمیت کون سے کمبل میں لپٹی سوتی رہی؟ وہ کیوں سندھ کے مسیحا محمد بن قاسم کی اصلاحات اور اس کی سندھ میں خدمات کو فراموش کر بیٹھے؟

غیر جانب دارانہ انداز فکر اگر چہ اب چہار سو فقدان ہے مگر پھر بھی تجزیہ یہی بتاتا ہے کہ حکمرانوں سمیت وزرا، مشیر اور اسمبلیوں میں بیٹھے ارکان کا اصل کام اسلامی اقدار کو نقصان پہنچا کر یہود و ہنود کو خوش کرنا رہ گیا ہے۔ مذکورہ مائنارٹی بل بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی سمجھیے کہ غیر مسلم خواہ وہ کسی بھی عقیدے اور مذہب سے تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں، اسلام کی حقانیت دیکھتے ہوئے اپنی آئندہ نسلوں کے مسلمان ہونے کے خوف سے دوچار ہیں اور انھیں مسلمان ہونے سے بچانے کی وہ ہر طرح سے پیش بندی کر رہے ہیں۔ اسلام کے پرچار نے اغیار کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ مذکورہ بل کے حوالے سے بعض مضحکہ خیز باتیں بھی سامنے آئیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں کہ اس کے لیے ایک کمیشن قائم ہوگا، جو اقلیتوں کی شکایات کے ازالے کے ساتھ ساتھ ان کی بہتری کے لیے تجاویز دے گا۔ اقلیتوں کی اقتصادی و سماجی ترقی کو ممکن بنانے کے لیے بھی اقدامات کرے گا۔ کمیشن اقلیتوں کے تمام حقوق کو تحفظ فراہم کرنے اور برابری کی بنیاد پر انھیں حقوق دینے اور مذہبی ہم آہنگی کے اقدامات کا بھی ذمہ دار ہوگا وغیرہ۔ ان نقاط کا تو صاف مطلب یہی نکلتا ہے کہ حکومت اب تک اقلیتوں سے مساویانہ سلوک میں ناکام رہی ہے، جبھی تو اسے مذکورہ اقدامات کی ضرورت پیش آئی۔ جب کہ اسلام تو قلیتوں کو ان کے جائز حقوق ۱۴۰۰ رسال قبل ہی دے چکا۔ نہ صرف دے چکا، بلکہ اس پر سختی سے عمل پیرا ہونے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ مسلمان تو مسلمان، کوئی غیر مسلم بھی اسلام کی اس حقانیت کو چیلنج نہیں کر سکتا۔ سندھ اسمبلی میں مائنارٹی بل پاس ہونے پر شادیانے تو پوری اسمبلی نے بجائے، مگر حقیقتاً کامیابی ہندوؤں کو ہوئی۔ اس کامیابی سے جو بات میری سمجھ میں آئی وہ یہ ہے کہ فاتح سندھ محمد بن قاسم سے بغض کی آگ صدیاں گزرنے کے باوجود ہندوؤں کے ذہن و دل کو جھلسا رہی ہے اور یہ آگ ابھی تک ٹھنڈی نہیں ہوسکی، بالکل اسی طرح بھارتی نیتا بھی تقسیم ہند کی آگ میں جل رہے ہیں۔ انھوں نے بھی آج تک پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا اور پے در پے پاکستان کو نقصان پہنچانے کے سازشی تانے بانے بننے میں مصروف عمل رہتے ہیں۔

گستاخی معاف! ذرا سنجیدگی سے سوچیے تو ہماری قوم کے رہنما کہلانے والے قوم کی رہنمائی کا کلاہ بھی سر پر سجائے رکھنا چاہتے ہیں اور مغرب، بالخصوص غیر اسلامی طاقتوں کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتے کہ اسی میں ان کی لیڈری کی بقا مخفی بیماریوں کی طرح پوشیدہ ہے۔ سندھ اسمبلی نے قبول اسلام پر پابندی کا بل منظور کر کے دین فطرت سے دست درازی کی کوشش کی ہے۔ یقین کامل ہے کہ ایسے لوگ جلد یا بدیر رب کائنات کی پکڑ میں ضرور آئیں گے۔ خدا کی پناہ ایسے کالے قوانین تو یہود و ہنود کے ممالک میں بھی نہیں بنے، جب کہ ہمارا تو آئین ہی قرآن وسنت کے تابع ہے تو پھر اس جرأت کا مظاہرہ کیوں کر ممکن ہوا؟ عوام منتظر ہیں، کیا ظلم کے خلاف کوئی سیاسی یا مذہبی رہنما زنجیر عدل ہلائے گا؟ آئین کا کوئی محافظ، جو کوئی منصف اعلیٰ اس پر احتساب کا در وا کرے گا؟ مجھ سمیت پوری قوم منتظر ہے۔ (وما توفیقی الا باللہ)

(بہ شکریہ: روزنامہ ''امت'' کراچی)

❁❁❁

تعلیمی نصاب میں تبدیلیاں اور امریکی کمیشن کی رپورٹ

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

تعلیم قوموں کی تہذیب وتربیت کی اساس ہوا کرتی ہے۔ماں کی گود کے بعد درس گاہیں قلم اور کتاب کے ذریعے تحصیلِ علم کا ذریعہ ہوتی ہیں۔درس گاہوں ہی میں ناپختہ ذہن، پختگی کے مراحل سے گزر کر شعور ودانش کی منزل تک پہنچتا ہے۔اوائل عمری میں جو نقوش طالب علم کے ذہن پر ثبت ہوتے ہیں ۔اُن کے اثرات عملی زندگی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔قوموں کے مستقبل یعنی نسلِ نو کو بگاڑنے اور سنوارنے میں تعلیمی نصاب کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارا تعلیمی نصاب پاکستان کے قیام سے اب تک تجربات کی بھٹیوں ہی سے گزر رہا ہے۔ہر سال سرکار بیرونی امداد دہندگان کی مشروط امداد کے نتیجے میں نصابِ تعلیم میں نت نئی تبدیلیاں کرتی ہے ۔ان تبدیلیوں کے پیچھے مخصوص لابیوں کا کیا کردار ہوتا ہے؟ اس کا اندازہ حال ہی میں ایک امریکی ادارے ''کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی'' (USCRIF) کی پاکستان سے متعلق رپورٹ پڑھنے کے بعد ہوا۔ USCRIF محکمہ داخلہ سے الگ اور جداگانہ حیثیت کا حامل ایک ادارہ ہے۔یہ امریکی کانگرس کا تشکیل کردہ، خودمختار اور دو پارٹیوں پر مشتمل ایک حکومتی مشاورتی ادارہ ہے جو عالمی سطح پر مذہبی آزادی پر نظر رکھتا ہے اور صدر، وزیر داخلہ اور کانگریس کو حکمت عملی کے بارے میں سفارشات پیش کرتا ہے۔'' جس کی پاکستان کے تعلیمی نصاب کے بارے میں تیار کردہ رپورٹ ادارے کی ویب سائٹ WWW.USCIRF.GOV پر اُردو اور انگریزی میں پڑھی جاسکتی ہے۔جس کا عنوان ہے: ''پاکستان میں عدم برداشت کی تدریس: سرکاری سکولوں کی نصابی کتب میں مذہبی تعصب۔'' یہ رپورٹ مذکورہ ادارے (USCRIF) کے لیے ایک پاکستانی این جی او ''پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اسلام آباد'' نے تیار کی ہے۔جس کے مرتبین فاؤنڈیشن کے صدر اشفاق حسین اور اِسریٰ شفیق ہیں۔

رپورٹ کے مطابق: ''اس تحقیق کا مجموعی مقصد اس بات کا تعین کرنا ہے کہ پاکستان کی نصابی کتب میں کس حد تک منفی، دقیانوسی تصورات اور مذہبی اقلیتوں (عیسائیوں، ہندوؤں، احمدیوں، سکھوں، اور یہودیوں) کے متعلق متعصّبانہ عکاسی موجود ہے۔یہ تحقیق سرکاری سکولوں کی نصابی کتب میں عدم برداشت اور تعصب کے موجود واقعات کا تجزیہ ہے۔ تاکہ نصاب میں مذہبی تعصب کو ختم کرنے میں پاکستان کی پیش رفت کا تعین بھی کیا جائے۔'' کمیشن کے مطابق: ''اس مقصد کے لیے چاروں صوبوں سے کل 78 کتب کا مطالعہ کیا گیا۔ان میں جماعت پنجم تا دہم کی اردو، اسلامیات، مطالعہ

پاکستان، معاشرتی علوم اور تاریخ کی کتابیں شامل تھیں۔ 78 کتب میں سے 24 کتب میں 70 مذہبی عدم برداشت کے ثبوت پائے گئے۔ رپورٹ کے مطابق: سرکاری سکولوں کی نصابی کتابیں جو 41 ملین سے زائد بچوں تک پہنچتی ہیں، وہ مذہبی اقلیتوں کے بارے میں منفی اور دقیانوسی انداز میں تصویر کشی کرتی ہیں۔ تاریخی اعتبار سے درسی کتب میں مذکورہ مواد کا اہم محرک حب الوطنی اور قوم پرستی کا احساس پیدا کرنا اور قیامِ پاکستان کے مقاصد میں تقسیم سے قبل متحدہ ہندوستان میں ہندوؤں کی مسلمانوں سے مبینہ دشمنی، مسلمانوں اور انگریزوں کی عیسائی نوآبادیاتی طاقت کے درمیان کشیدگی کو اجاگر کرنا ہے۔ رپورٹ میں واضح کیا گیا ہے کہ تمام جماعتوں کی نصابی کتب میں بار بار اُبھرتا ہوا جنگی (جہادی) رجحان پایا جاتا ہے اور جنگوں کے ہیروؤں کی ستائش پر بہت زور دیا گیا ہے، خاص طور پر سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر مشہور 17 حملوں اور محمد بن قاسم کی سندھ کی فتح کو بہت فخر کے ساتھ ہر نصابی کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ بھارت کے ساتھ جنگوں پر زور اور امن اقدامات کی مثالوں کو بڑی حد تک نظر انداز کیا گیا ہے اور تنگ نظری اور قوم پرستانہ انداز نمایاں ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کے تمام نصاب تعلیم میں اقلیتوں کے عقائد اور روایات کے بارے میں عدم برداشت کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔'' نصابی کتب میں موجود اس مواد کو کمیشن ختم کرانا چاہتا ہے۔ تاکہ دو قومی نظریے کی بنیادوں ہی کو مسمار کیا جاسکے۔

امریکی کمیشن کی یہ رپورٹ درحقیقت ہمارے تمام نصاب تعلیم کو یکسر بدل کر ایک ایسے نصابِ تعلیم کے رائج کرنے کی خواہش ہے کہ جس میں ہندوؤں، عیسائیوں، قادیانیوں اور دیگر مذاہبِ باطلہ کے بے بنیاد عقائد کا تذکرہ نہ ہو۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ''عیسائی مشنریوں اور پادریوں کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کارروائیوں، ہندوؤں کے مسلمانوں پر مظالم، 1857ء کی جنگ میں ہندوستانی عوام پر انگریزوں کا جبر وتشدد، موجودہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حالتِ زار، یہودیوں کے ہاتھوں فلسطینیوں کی نسل کشی کو نصاب کا موضوع نہ بنایا جائے۔'' اس رپورٹ کے مرتبین جہاد کو فساد اور عدم رواداری کا مترادف سمجھتے ہیں۔ اس لیے جہاد کے متعلق مواد کو نصاب سے خارج کرنے کی تجویز دیتے ہیں۔ پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا وفد اپنی تجاویز پر عمل درآمد کے لیے اعلیٰ حکومتی عہدیداروں، محکمہ تعلیم کے افسران تحریک انصاف کے مشیر اعلیٰ کے ساتھ مل چکا ہے۔ رپورٹ میں ایسے اعداد وشمار بھی موجود ہیں کہ حکومت کمیشن کی قبل ازیں پیش کردہ سفارشات پر نصاب میں اب تک بہت سی تبدیلیاں بھی کر چکی ہے۔ یہ صورت حال ہمارے نظریاتی تشخص اور قومی شناخت کو منہدم کرنے کے اقدامات اور کوششوں کا عملی ثبوت ہے۔

مکالمہ، برداشت اور رواداری سے مسلمانوں نے کبھی انکار نہیں کیا، لیکن اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ

معاملہ کچھ اور ہے۔ کمیشن کے کارپرداز مسلمانوں سے اُن کے تشخص، شناخت اور پہچان کو چھین لینے کے درپے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو اُن کے اِیمان اور عقائد ہی سے محروم کر دینا چاہتے ہیں۔ اسی لیے رپورٹ میں دیگر مذاہب پر اسلام کی افضلیت کو نصاب میں شامل کرنا، ناپسند کیا گیا ہے۔ حالانکہ ہمارا اِیمان ہے کہ جس دین کو اللہ نے اپنا پسندیدہ دین قرار دیا ہے۔ وہ اسلام ہے۔ اب ہم اس عقیدہ سے کیسے دستبردار ہو سکتے ہیں؟ نصاب میں اسلام کو دینِ فطرت لکھنے پر بھی اعتراض کیا گیا ہے۔ اِن حضرات کو غازی علم الدین شہیدؒ کا تذکرہ اور راجپال کا واقعۂ قتل بھی گوارا نہیں ہے۔ طاغوت من پسند نظام کے ذریعے ایک ایسی آزاد خیال اور جدت پسند (پروگریسو) نسل تیار کرنا چاہتا ہے جو ظاہری طور پر مسلمان ہو، مگر اپنے ماضی سے لاتعلق، اسلامی تہذیب وروایات سے ناآشنا اور غیرتِ دینی سے عاری ہو، جو جہاد کے نام سے خوف کھائے، امت مسلمہ کے تصور کو رُجعت پسندی اور مکہ و مدینہ کی بجائے واشنگٹن اور لندن کو اپنا رُوحانی مرکز سمجھے۔ مشرک ثقافتوں اور عذاب یافتہ کھنڈروں کو اپنا ورثہ وسرمایہ سمجھے۔ جنابِ والا! ہم اوّل و آخر مسلمان ہیں۔ ہماری شناخت اور پہچان اسلام ہے۔ دنیا چاہے کچھ کہے، ہم اللہ و رسول کے احکام کے پابند ہیں۔ ہمارا نصاب ہماری اسلامی عقائد واقدار کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ بیرونی قوتوں کی نامعقول تجاویز اور بے بنیاد رپورٹوں کو مسترد کرنے میں ہی ہماری آزادی وخودمختاری مضمر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیم کی مثلث استاد، طالب علم اور نصاب کو دینی تقاضوں کے مطابق ڈھالا جائے۔ جیک اینڈ جِل اور ہمپٹی ڈمپٹی کی نظموں کی بجائے قرونِ اولیٰ کے خلد مکان صحابہ کرامؓ کے ایمان افروز واقعات ہمارے نصاب کا لازمی جزو ہوں۔ صرف روزگار کے لیے لارڈ میکالے کی نسل کی بجائے حیاتِ دائمی کی کامیابی کے لیے باعمل مسلمان تیار ہو سکیں۔ رپورٹ کے مطالعہ سے یہ انتہائی تشویشناک امر بھی سامنے آیا ہے کہ اس رپورٹ کو تیار کرنے والی این جی او پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن ہمارے اکثر بڑے دینی مدارس میں بلا روک ٹوک ورکشاپیں منعقد کر رہی ہے اور کمیشن کی رپورٹ کے مطابق یہ این جی او اَب تک دینی مدارس کے گیارہ ہزار اَساتذہ، ائمۂ مساجد اور علماء کی تربیت یعنی انہیں ”رواداری اور برداشت“ کا دَرس دے چکی ہے اور یہ سلسلہ تاحال مسلسل جاری ہے۔ گویا نہ صرف سرکاری تعلیمی اداروں، بلکہ دینی مدارس کے نصاب میں بھی من پسند تبدیلی کے لیے برین واشنگ کی جارہی ہے۔ مذکورہ این جی او کے تحت دینی مدارس کے نصاب کے بارے میں بھی ایک رپورٹ مرتب ہو چکی ہے۔ وفاق المدارس کے اربابِ اختیار کو اِس معاملے میں فوری ایکشن لینے کی ضرورت ہے۔ تاکہ بروقت کارروائی کر کے اپنے دینی عقائد اور اسلامی اقدار کو اَیسی بے بنیاد اور نامعقول رپورٹوں سے گزند پہنچنے سے بچایا جاسکے۔

❁❁❁

احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

اورمنکرین حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ (قسط:۸)

حافظ عبیداللہ

لہٰذا اگر غور کیا جائے اور تدلیس کی نسبت صحیح بھی تسلیم کر لی جائے تو امام زہریؒ طبقہ ثانیہ کی شرائط پر پورے اترتے ہیں جس کی مندرجہ ذیل خصوصیات بیان کی گئی ہیں:

(1)......اس طبقہ کے لوگ بخاری ومسلم کے رواۃ میں سے ہیں۔

(2)...... یا وہ ائمہ حدیث میں سے ہیں۔

(3)......اس طبقہ میں وہ محدثین شامل ہیں جن سے تدلیس شاذ ونادر ثابت ہوتی ہے۔

(4)...... یا اگر وہ تدلیس کرتے بھی ہیں تو وہ ثقہ راوی سے تدلیس کرتے ہیں (یعنی جس راوی کو حذف کیا گیا ہو وہ ثقہ ہو ضعیف یا کاذب نہ ہو)۔

امام زہریؒ بلاشبہ ائمہ حدیث کے بھی امام ہیں خود حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں ان کا تعارف یوں کروایا ہے ”الفقیہ الحافظ متفق علی جلالته و اتقانه وثبته وهو من رؤوس الطبقة الرابعة.“ فقیہ اور (حدیث کے) حافظ تھے جن کی جلالتِ شان، پختگی اور درستگی پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے، آپ (راویوں کے) چوتھے طبقے کی سرکردہ شخصیات میں سے تھے۔ (تقریب التهذیب :ص506، دارالرشید۔حلب)، نیز یہ بات بھی تسلیم شدہ ہے کہ ائمہ حدیث نے امام زہریؒ کے ”عنعنه“ کو قبول کیا ہے، اور پھر امام ذہبیؒ اور خود حافظ ابن حجرؒ نے تسلیم کیا ہے کہ امام زہریؒ کی تدلیس شاذ ونادر ہے اور وہ قلیل التدلیس ہیں، لہٰذا حافظ ابن حجرؒ کا انہیں طبقہ ثالثہ میں شمار کرنا محلِ نظر اور سمجھ سے بالاتر ہے، امام زہریؒ کسی طرح بھی اس طبقہ میں شمار نہیں کیے جا سکتے۔

پھر اگر مزید غور وخوض کیا جائے تو مدلسین کے پہلے اور دوسرے طبقہ کی صفات وشرائط بھی آپس میں ملتی جلتی ہیں چنانچہ بعض محققین کا خیال ہے کہ مدلسین کے طبقات پانچ کے بجائے چار ہونے چاہئیں اور دوسرے طبقہ کو پہلے میں ضم کر دینا چاہئے، چنانچہ ڈاکٹر مسفر بن غرم اللہ الدمینی اپنی کتاب ”التدلیس فی الحدیث“ میں دوسرے طبقہ کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”وحكم أهل هذه المرتبة كحكم أهل المرتبة الأولى، يُقبل حديثهم سواء صرّحوا

بالسماع أو رَوَوا بالعنعنة ، وعندي لو أنه ضُمَّت هذه المرتبة مع الأولى لكان اَولى، لأن حكمهما واحد ، وتدليس أهلها محتمل مقبول غير مؤثر '' (اس دوسرے) طبقہ والوں کا حکم بھی پہلے طبقہ والوں جیسا ہے، ان کی حدیث ہر حال میں قبول کی جائے گی چاہے وہ سماع کی تصریح کریں یا ''عن'' کے ساتھ روایت کریں، اور میرے خیال میں اگر یہ (دوسرا طبقہ) پہلے طبقہ میں ضم کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا، کیونکہ ان دونوں طبقوں کا حکم بھی ایک ہے اور ان دونوں طبقوں والوں کی تدلیس کا صرف احتمال ہے جو کہ مقبول اور غیر مؤثر ہے۔

(التدليس في الحديث۔ص143)

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ صحیحین (بخاری ومسلم) کے بارے میں تو ائمہ حدیث نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ اگر ان میں کسی (ثابت شدہ) مدلّس کی روایت بھی ''عن'' کے ساتھ مذکور ہے تو یہی سمجھا جائے گا کہ اس کا سماع ثابت ہے، چنانچہ شارح صحیح مسلم امام محیی الدین بن شرف النووی (متوفی 676ھ) لکھتے ہیں:

''وما كان في الصحيحين وشبههما عن المدلسين ب "عن" محمول على ثبوت السماع من جهة أخرى '' صحیحین یا ان جیسی کتب میں (جو بخاری ومسلم کی شرائط کا التزام کریں) مدلسین سے جو روایات ''عن'' کے ساتھ مروی ہیں یہی سمجھا جائے گا کہ ان کا سماع کسی دوسرے طریقے سے ثابت ہے۔

(التقريب والتيسير لمعرفة سنن البشير والنذير ،ص39، دار الکتاب العربی۔ بیروت)

مثال کے طور پر آگے صحیح بخاری کے حوالے سے ہی حدیث نمبر 3 آرہی ہے جس میں ابن شہاب زہریؒ نے صاف طور پر ''أخبرني سعيد بن المسيب'' (مجھے سعید بن المسیب نے خبر دی) فرمایا ہے۔

<u>سعيد بن المسيب بن حزن القرشي</u>

اس حدیث کے اگلے راوی ہیں مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیبؒ، یہ حضرت ابو ہریرہؓ کے داماد بھی تھے، ان پر تمنا عمادی صاحب نے کوئی جرح نہیں کی بلکہ لکھا ہے کہ:

''نہ سعید بن المسیب پر میرا الزام ہے نہ حضرت ابو ہریرہ پر جن سے ابن المسیب اس حدیث کو روایت کر رہے ہیں۔'' (انتظارِ مہدی ومسیح ،ص181)

لہذا ہم بھی سعید بن المسیبؒ کا مختصر تعارف کرا کے آگے چلتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے:

''أحد العلماء الأثبات الفقهاء الكبار، من كبار الثانية، اتفقوا على أن مرسلاته اصح المراسيل، وقال ابن المديني: لا أعلم في التابعين أوسع علماً منه، مات بعد التسعين وقد ناهز

الثمانین۔'' یہ قابل اعتماد علماء اور بڑے فقہاء میں سے تھے، اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کی بیان کردہ مرسل احادیث صحیح ترین مرسلات ہیں، ابن المدینی نے فرمایا کہ: تابعین میں اُن سے زیادہ وسیع العلم میں نہیں جانتا، آپ نوے ہجری میں اسّی سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ (تقریب التھذیب، ص241، دارالرشید، حلب)

اماذہبیؒ ان کا تعارف یوں کرواتے ہیں:

''**أحد الأعلام، وسید التابعین...... ثقة حُجّة رفیع الذکر، رأس فی العلم والعمل۔**'' مشہور شخصیت ہیں اور تابعین کے سردار ہیں، ثقہ ہیں، حجّت ہیں اور بلند ذکر والے ہیں، علم وعمل کے سرتاج ہیں۔

(الکاشف فی معرفة من له روایة فی الکتب الستة، ج1 ص444-445، دارالقبلة، جدة)

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ نے سعید بن المسیبؒ کے بارے میں فرمایا: ''**ھو واللّٰه احد المفتین**'' اللہ کی قسم وہ فتویٰ دینے کے اہل لوگوں میں سے ایک ہیں۔ عمرو بن میمونؒ اپنے والد (میمون) سے روایت کرتے ہیں کہ: ''جب میں مدینہ آیا تو میں نے پوچھا کہ یہاں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو مجھے سعید بن المسیب کی طرف لے جایا گیا''۔ امام زہریؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن ثعلبہ نے کہا کہ: ''اگر تو فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس شیخ یعنی سعید بن المسیب کے ساتھ لگ جاؤ''۔ قتادہ کہتے ہیں: ''میں نے (سعید بن المسیب) سے بڑا حلال وحرام کا علم رکھنے والا نہیں دیکھا''۔ مکحول کہتے ہیں کہ: ''میں نے طلب علم میں ایک دنیا گھومی ہے لیکن سعید بن المسیب سے زیادہ بڑے عالم سے میری ملاقات نہیں ہوئی''۔ سلیمان بن موسیٰ کہتے ہیں کہ: ''وہ تابعین میں سب سے بڑے فقیہ تھے''۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ''تابعین میں سب سے بڑی شان والے سعید بن المسیب ہیں۔'' نیز ایک بار آپ سے سعید بن المسیب کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''سعید بن المسیب جیسا اور کون ہے؟ وہ ثقہ ہیں اور اہل خیر میں سے ہیں''۔

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ: ''حضرت عمرؓ کے فیصلوں اور احکام کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے سعید بن المسیب تھے''۔ امام ابوزرعہ نے کہا: ''(سعید بن المسیب) مدنی، قریشی، ثقہ اور امام ہیں''۔ امام ابوحاتم رازی نے کہا: ''تابعین میں ان سے زیادہ شریف النفس اور کوئی نہیں، اور ابوہریرہؓ کی بیان کردہ احادیث بیان کرنے میں ان سے زیادہ مضبوط اور کوئی نہیں''۔ امام ابن حبان نے کہا کہ: ''وہ فقہ، دین، تقویٰ، عبادت اور فضل میں تابعین کی سربرآوردہ شخصیات میں سے ہیں، اہل حجاز میں سب سے بڑے فقیہ تھے، لوگوں کے خوابوں کی سب سے اچھی تعبیر بتانے والے تھے۔''

(ملخصاً: تھذیب التھذیب، ج4 ص84، دائرۃ المعارف۔ حیدرآباد دکن)

سعید بن المسیب کے بارے میں تمنا عمادی صاحب کا ایک مغالطہ:

اگر چہ تمنا عمادی صاحب نے یہ لکھ دیا کہ ''سعید بن مسیّب پر میرا کوئی الزام نہیں'' لیکن ساتھ ہی اپنی ''نرالی تحقیق'' کی جھلک دکھلانے سے باز نہیں آئے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''سعید بن المسیب بڑے لوگوں میں سمجھے جاتے ہیں، مگر سنیوں میں سنی اور شیعہ میں شیعہ بنے رہے، چنانچہ شیعہ کی سب سے زیادہ مستند کتاب حدیث اصول کافی ص ۲۰۰ طبع نولکشور میں ہے کہ یہ علی بن الحسین (زین العابدین) کے خاص معتمد لوگوں میں سے تھے۔ اسی لئے شیعوں کی کتب رجال میں ان کی توثیق مذکور ہے''

(انتظارِ مہدی و مسیح ،ص 180-181)

محترم قارئین! آپ نے جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن المسیبؒ کے بارے میں اہل سنت کے ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال پہلے ملاحظہ فرمائے، کسی نے بھی انہیں ''شیعہ'' نہیں بتایا، پھر عمادی صاحب کی تحقیق کا کمال دیکھیں کہ ان کے نزدیک جس شخصیت کا ان لوگوں کے ساتھ اچھا تعلق رہا ہو جنہیں شیعہ اپنے ائمہ کہتے ہیں، یا جس آدمی کا ذکر شیعہ کی کتبِ رجال میں اچھے لفظوں کے ساتھ کیا گیا ہو وہ عمادی صاحب کے نزدیک شیعہ ہے، اس تحقیق کی رو سے حضرت علیؓ، حضرات حسنینؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت ابوذرؓ وغیرہم تو ''شیعہ'' ہوئے کیونکہ ان سب کا ذکرِ خیر شیعہ کتب میں بکثرت ملتا ہے۔ نیز کتب شیعہ میں جس شخصیت کے بارے میں یہ لکھا ہو کہ یہ حضرت علیؓ یا حسنین کریمینؓ کے خاص ساتھیوں میں سے تھے، عمادی صاحب کے مطابق وہ بھی اہل سنت نہیں بلکہ شیعہ ہوگا۔ کیا لاجواب تحقیق ہے۔

حدیث نمبر 2:

امام مسلمؒ نے بھی اپنی صحیح میں یہی صحیح بخاری والی روایت مختلف طرق سے نقل فرمائی ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے:

پہلی سند: امام مسلمؒ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا **قتیبة بن سعید** اور **محمد بن رُمح** دونوں نے، یہ دونوں **لیث بن سعد** سے روایت کرتے ہیں، وہ **ابن شهاب** (زہری) سے، وہ **(سعید) بن المسیب** سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا۔

دوسری سند: امام مسلمؒ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا **عبدالاعلیٰ بن حماد**، **ابوبکر ابی شیبة** اور **زهیر بن حرب** نے (تینوں) کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا **سفیان بن عیینه** نے، اُن سے زهری (ابن شہاب) نے، اُن سے **سعید بن المسیب** نے، انہوں نے روایت کیا حضرت ابوہریرہؓ سے۔

تیسری سند: امام مسلمؒ کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا **حرملة بن یحییٰ** نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی **(عبداللّٰه) ابن وهب** نے، وہ کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا **یونس (بن یزید)** نے، اُن سے **زهری (ابن شهاب)** نے، اُن سے **سعید بن المسیب** نے، انہوں نے **حضرت ابوهریرہؓ** سے سُنا۔

<u>چوتھی سند</u>: امام مسلم کہتے ہیں ہم سے بیان کیا حسن الحلوانی اور عبد بن حُمید (دونوں) نے، اُن سے یعقوب بن ابراھیم بن سعد نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد (ابراھیم بن سعد) نے، انہوں نے روایت کیا صالح (بن کیسان) سے، انہوں نے زھری (ابن شہاب) سے، انہوں نے سعید بن المسیب سے، اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے۔ (صحیح مسلم ،ح 242(155)، باب نزول عیسیٰ بن مریم حاکماً بشریعة نبینا صلی اللہ علیہ وسلم)

پہلی سند کے راویوں کا تعارف:

<u>قتیبة بن سعید</u>: ان کا تعارف گزر چکا۔

<u>محمد بن رُمح بن المهاجر بن المحرر التُجیبی المصری</u>

امام ابوداؤد کہتے ہیں ”یہ ثقہ ہیں“۔ امام نسائی نے فرمایا ”انہوں نے کسی ایک حدیث مین بھی غلطی نہیں کی“۔ ابن ماکولا نے کہا: ”یہ ثقہ اور مامون ومحفوظ ہیں“۔ ابن یونس نے کہا: ”یہ ثقہ اور حدیث میں پکے تھے“۔ ابن حِبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔(ملخصاً : تهذیب التهذیب، ج9ص164، دائرة المعارف۔الہند)

<u>لیث بن سعد</u>: ان کا تعارف ہو چکا۔

<u>ابن شهاب زهری اور سعید بن المسیب</u>: دونوں کا تعارف پہلے ہو چکا۔

دوسری سند کے راویوں کا تعارف:

<u>عبدالأعلیٰ بن حمّاد بن نصر الباهلي البصري المعروف بالنرسي</u>

یحییٰ بن معین نے انہیں ”ثقہ“ کہا۔ ابوحاتم رازی نے بھی ”ثقہ“ کہا۔ صالح بن محمد بن خراش نے انہیں ”صدوق“ (سچا) کہا۔ امام نسائی نے کہا کہ ”ان کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں“، ابن حِبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں ذکر کیا ہے۔

(ملخصاً: تهذیب التهذیب، ج6ص93)

<u>ابو بکر بن ابی شیبة (عبداللّٰہ بن محمد بن ابی شیبة ابراهیم) العبسي الکوفي</u>

امام احمد بن حنبل نے انہیں ”صدوق“ (سچا) کہا۔ امام عجلی نے انہیں ”ثقہ اور حافظ حدیث“ کہا۔ امام ابوحاتم اور امام ابن خراش نے بھی انہیں ”ثقہ“ کہا۔ امام یحییٰ بن معین سے بھی منقول ہے کہ انہوں نے ابوبکر ابن ابی شیبہ کو ”صدوق“ (سچا) کہا۔ امام ابوزرعہ نے کہا کہ ”میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بڑا احدیثیں یاد رکھنے والا نہیں دیکھا“۔ امام

ابن حبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔ ابن قانع نے بھی انہیں ''ثقہ اور ثبت'' کہا ہے۔
(ملخصاً: تهذيب التهذيب، ج6 ص2، دائرۃ المعارف۔ انڈیا)

ایک تمنائی مغالطہ

اس روایت میں سفیان بن عیینہ سے روایت کرنے والے تین راویوں میں سے ایک ''ابوبکر بن ابی شیبة'' بھی ہیں، جن کا نام ''عبداللّٰه بن محمد بن ابی شيبة ابراهيم العبسي الكوفي'' ہے، لیکن ''محدث العصر جناب تمنا عمادی'' نے اپنے فنِ ''تلبیس'' کا مظاہر کرتے ہوئے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''تیسرے صاحب ان دونوں (یعنی عبدالأعلیٰ اور زهير بن حرب ۔ناقل) کے ساتھ ابوبکر بن شیبه ہیں جن کا پورا نام عبدالرحمن بن عبدالملک بن شیبه ہے......جن کو امام ابوداود صاحب السنن نے اور حافظ ابواحمد الحاکم نے ضعیف الحدیث قرار دیا ہے، انہیں تینوں سے امام مسلم کو یہ زہری والی حدیث ابن عیینہ کے واسطے سے پہنچی''۔ (انتظارِ مہدی ومسیح، ص195)

قارئین محترم! صحیح مسلم کی سند پر ایک بار پھر غور فرمائیں، اس میں سفیان بن عیینہ سے روایت کرنے والے ''ابوبكر بن أبي شيبة'' ہیں نہ کہ ''ابوبكر بن شيبة''، لیکن عمادی صاحب نے انہیں ''بن شیبہ'' ظاہر کرکے ان کی شخصیت تبدیل کرڈالی اور ان کے ''یارانِ طریقت'' نے انہیں ''محدث العصر'' کا خطاب عنایت کردیا۔

زُهير بن حرب أبو خيثمة النسائي. نزيل بغداد

یحییٰ بن معین نے انہیں ''ثقہ'' کہا۔ ابوحاتم رازی نے انہیں ''ثقہ، ثبت اور صدوق'' (سچا) کہا۔ نسائی نے بھی انہیں ''ثقہ اور مامون'' کہا۔ حسین بن فہم نے انہیں ''ثقہ اور ثبت'' کہا۔ ابوبکر الخطیب کہتے ہیں کہ ''وہ ثقہ، ثبت، حافظ اور متقن'' تھے۔ ابن قانع نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا۔ ابن وضاح اور ابن حبان نے بھی انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ (ملخصاً: تهذيب التهذيب، ج3 ص342)

سفيان بن عُيينه بن ابی عمران ميمون الهلالی

علی بن المدینی نے کہا کہ: ''امام زہری کے ساتھیوں میں سب سے زیادہ متقی سفیان بن عیینہ تھے''۔ عجلی نے کہا کہ ''یہ ثقہ، حدیث میں پکے تھے ان کا شمار اصحاب حدیث کے حکماء میں ہوتا تھا''۔ امام شافعی نے فرمایا: ''اگر (امام) مالک اور سفیان (بن عیینہ) نہ ہوتے تو حجاز کا علم ختم ہوجاتا''۔ ابن المدینی کہتے ہیں کہ ایک بار یحییٰ بن معین نے مجھ سے کہا کہ: ''میرے استادوں میں سے صرف سفیان بن عیینہ ہی باقی رہ گئے ہیں'' ابن المدینی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: سفیان

تو حدیث کے امام ہیں، تو یحیی بن معین نے کہا: ’’سفیان تو چالیس سال سے امام ہیں‘‘۔ بشر بن المفضل نے کہا ’’روئے زمین پر سفیان بن عیینہ جیسا کوئی نہیں رہا‘‘۔ ابن وہب نے کہا ’’میں نے ابن عیینہ سے بڑا کتاب اللہ کا عالم نہیں دیکھا‘‘۔ ابوحاتم رازی نے کہا کہ ’’یہ ثقہ، ثبت اور امام ہیں‘‘۔ ابن خراش نے بھی انہیں ’’ثقہ، ثبت اور مامون‘‘ کہا۔ ابن حِبان نے بھی انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔ امام ذہبی نے سفیان بن عیینہ کا تعارف یوں کرایا ہے:

’’أحد الثقات الأعلام ، أجمعت الأمة على الاحتجا ج به‘‘ یہ بڑے ثقہ لوگوں میں سے ہیں، ساری امت کا اس پر اجماع ہے کہ (ان کی حدیث) حجت ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ’’یہ عمر کے لحاظ سے امام زہری کے سب سے چھوٹے شاگرد تھے مگر اس کے باوجود امام زہری کے سب سے پکے اور ہونہار شاگرد ہیں‘‘۔

(ملخصاً: تهذيب التهذيب، ج4 ص117 /میزان الاعتدال، ج2 ص170)

فائدہ: سفیان بن عیینہ کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ یہ تدلیس کرتے تھے، لیکن امام ذہبی نے صاف لکھا ہے کہ ’’لکن المعهود أنه لا يدلس الا عن ثقة‘‘ کہ وہ صرف ثقہ لوگوں سے ہی تدلیس کرتے تھے (کسی ضعیف راوی کو چھپانے کے لئے تدلیس نہیں کرتے تھے)، اور ایسی ہی بات حافظ ابن حجر نے بھی لکھی ہے۔

(دیکھیں: میزان الاعتدال، ج2 ص170 / طبقات المدلسين لابن حجر، ص2)

جاری ہے

❁ ❁ ❁

ذکرامیرشریعت سیدعطاءاللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

محمد فیاض عادل فاروقی (لندن)

ذکرِ بخاریؒ پھر سے ہر اک انجمن میں ہے ۔۔۔ کیا گل تھا جس کی تازگی اب تک چمن میں ہے
مدنی کے سوز، امیر شریعتؒ کے ساز سے ۔۔۔ اسلاف کا ہے نام جو اہل وطن میں ہے
احرار سے ہی پوچھئے عیشِ دوامِ عشق ۔۔۔ کیا لطف، کیا ہے کیف جو دار و رسن میں ہے
آلِ مسیلمہ سے گہِ آلِ سبا سے جنگ ۔۔۔ احرار کے طفیل ہی کوہ و دمن میں ہے
قبروں کے بت کدوں کے مہنتو سے بھی جدال ۔۔۔ احرار کے گروہ کے ہر مرد و زن میں ہے
زورِ خطابت اور یہ جوشِ جنونِ شوق ۔۔۔ تحریک بالا کوٹ کے ہی بانکپن میں ہے
توحید و سنت اور شریعت سے جذب وعشق ۔۔۔ بستانِ دیو بند کے سرو و سمن میں ہے
حبِ صحابہؓ، حبِ ائمہ کا التزام ۔۔۔ مردانِ حُر کے قلب و زبان و دہن میں ہے
منعم کی، محسن اور مہیمن کی ہر عطاء ۔۔۔ اللہ کی عطاء کے ہی اک پیرہن میں ہے
قولِ رسول و فعلِ صحابہ پہ اعتراض ۔۔۔ تجدیدیانِ دہر کے ہی مکر و فن میں ہے
عادلؔ زہے امیرِ شریعتؒ کی منقبت ۔۔۔ الماس کی یہ کلغی بھی تاجِ سخن میں ہے

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

عشق کے قیدی (قسط:۴)

ظفر جی

پہلی ملاقات

13 اگست...1952ء...گورنمنٹ ہاؤس کراچی

ہم اس تاریخ ساز بلڈنگ کے سامنے کھڑے تھے جو سو سالہ برٹش راج کی یادگار ہے۔ یہ وہی بلڈنگ ہے جہاں کبھی حضرت قائداعظم، گورنر جنرل کی حیثیت سے بیٹھا کرتے تھے۔ میں بڑے کالر والی شرٹ اور کھلے پائنچوں والی تنگ پتلون میں "مارک ٹیلی" لگ رہا تھا اور چاند پوری تنگ پاجامہ، شیروانی اور قراقلی ٹوپی پہنے آغا حشر کاشمیری۔ ہمارے علاوہ یہاں اور بھی اخبار نویس آئے ہوئے تھے۔ آنکھوں پر موٹے فریم کے چشمے ٹکائے، ہاتھوں میں پنسل اور ڈائریاں تھامے اور گلے میں ڈبہ کیمرہ لٹکائے مختلف جرائد کے صحافی بھی کھڑے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد ایک ٹرام سڑک پر آ کر رُکی اور اُس سے مجلسِ عمل تحفظ ختم نبوت کے صدر مولانا ابوالحسنات، ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین، مولانا مرتضٰی احمد میکش اور مولانا عبدالحامد بدایونی نیچے اترے۔ یہ وفد گورنمنٹ ہاؤس کے صدر دروازے کی جانب چلا تو اخبار نویس بھی پیچھے پیچھے لپکے۔ ایک سنتری نے مولانا ابوالحسنات کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پرچی دیکھی اور ایک دستار پوش اُردلی کو ہمارے ہمراہ کرتے ہوئے ہاؤس کا آہنی گیٹ کھول دیا۔ اَردلی ہمیں مختلف برآمدوں اور راہداریوں سے گزارتا ہوا ایک پرانی طرز کے آفس میں لے آیا۔ جہاں لکڑی کی کرسی پر ایک شریف قسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اٹھ کر نہایت گرم جوشی سے ہمارا استقبال کیا اور سامنے پڑی کرسیوں کی طرف اشارہ کر دیا۔ عاشقانِ پاک طینت کرسیوں پر تشریف فرما ہوئے اور اخباری نمائندگان پیچھے پڑے لکڑی کے سٹولوں پر بیٹھ گئے۔ پرسش احوال ہوئے تو میں نے چاند پوری کے کان میں سرگوشی کی:

"وزیرِاعظم صاحب کب تشریف لائیں گے؟؟ "

انہوں نے مجھے حیرت واستعجاب سے گھورا پھر مسکراتے ہوئے کہا:

"سامنے ہی تو بیٹھے ہیں....خواجہ ناظم الدین صاحب "

اب حیران ہونے کی باری میری تھی۔ میں نے پہلی بار آنکھیں کھول کر قائدِاعظم کے دستِ راست، تحریک پاکستان کے اہم کارکن، پاکستان کے دوسرے گورنر جنرل جناب خواجہ ناظم الدین کو دیکھا جو لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد وزارتِ عظمٰی کی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے تھے۔ پھر اس سادہ و پُر وقار آفس کے در و دیوار پر نظر ڈالی۔ فرنیچر پرانی طرز کا، لیکن دیدہ زیب تھا۔ پس منظر میں قائداعظم کا خوبصورت پورٹریٹ اور ایک کونے میں اُس نو آزاد ریاست کا رنگین نقشہ آویزاں تھا،

جوایک روز پہلے اپنی پانچویں سالگرہ منا چکی تھی۔

"ملوناساب.... پائلے یہ بتائیے...سائے منگواؤں یا سربت " وزیرِ اعظم نے ٹھیٹ بنگالی لہجے میں کہا۔

" ٹھہریے....وزیرِ اعظم صاحب.....ہم یہاں چائے شربت پینے نہیں آئے۔"مولانا ابوالحسنات بول پڑے۔

"سیک ہے سیک ہے.....کیا بولتا ہے....؟؟ "

"ملک خطرے میں ہے،اسے بچانے میں ہماری مدد کیجئے"مولانا ابوالحسنات نے ارشاد کیا۔

" مُولک کھترے میں؟ وہ کائسے؟....سب ٹھیک ٹھاک ہے ناں؟؟"وزیرِ اعظم ایک دم پریشان ہوگئے۔

"سب ٹھیک ٹھاک ہوتا تو ہم آپ کے پاس آتے ہی کیوں......یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا.....لا الہ الا اللہ کے نعرے پر حاصل کیا گیا تھا.....اس کی بنیادیں لاکھوں شہداء کے خون سے تر ہوئی تھیں.....ہزاروں عصمتیں لُٹی تھیں....یہ سب کچھ اس لئے نہیں کیا گیا تھا کہ ایک آزاد ریاست حاصل کر کے اس پر مرزائیت مسلّط کردی جائے۔"

"لیکن...مؤلک میں امن وامان تو ایک دم بَڑھیا ہے ناں؟؟"وزیرِ اعظم نے ٹیبل پر رکھی گھنٹی بجاتے ہوئے کہا۔

"امن وامان ضرور اچھا ہے،لیکن یہ خاموشی ایک بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہے۔ "

" کیا ہوا؟ کائسا طوفان؟؟ "

"آپ نے مولانا اختر علی خان سے ایک وعدہ کیا تھا...سر ظفر اللہ کو اُن کے عہدے سے برطرف کرنے کا۔ "

" ہاں یاد ہے....برو بر، یاد ہے...."وزیرِ اعظم نے کہا۔

"ہم اسی وعدے کی یاد دہانی کرانے آئے ہیں.....۔"

"ہم نے بات جرور کیا تھا...لیکن اختر علی خان نے یہ خبر پیپر میں ساپ کے....معاملہ جو ہے ناں...ایک دم چَو پٹ کردیا ہے ....حالات اب پائلے زیسے نہیں رہے۔ "

"یعنی آپ سر ظفر اللہ خان کو وزیرِ خارجہ کے عہدے سے برطرف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ "

"جفر اللہ کو میں نے نہیں، بانی پاکستان نے وَجیرِ خارجہ بنایا تھا۔"وزیرِ اعظم نے کہا۔

"اور قائدِ کا پاکستان آج ظفر اللہ خان کے ہاتھوں ہی خطرے کا شکار ہے۔قائدِ اعظم حیات ہوتے ،تو وہ بھی یہی فیصلہ فرماتے....۔ "

"لیکن......مسئلہ کیا ہے سر جفر اللہ سے؟؟"وزیرِ اعظم نے معصومیت سے دریافت کیا۔

" کوئی ایک مسئلہ؟؟....جنابِ وزیرِ اعظم !! ظفر اللہ خان بحیثیت وزیرِ خارجہ قادیانیوں کے مذہبی اجتماعات میں شریک ہوتا

ہے، ایک ایک مشورے کے لیے مرزا بشیر الدین محمود کے پاس ربوہ بھاگا چلا جاتا ہے، غیر ملکی سفارت خانوں میں دھڑا دھڑ مرزائی تعیّنات کر رہا ہے، سرکاری دفاتر میں ہر اُونچی پوسٹ پر مرزائی بٹھا رہا ہے، دفتروں میں کھلم کھلا قادیانیّت کی تبلیغ ہو رہی ہے.... یہ ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان؟؟.....جس کے لیے راوی و چناب کا پانی لہو سے سُرخ کیا گیا تھا؟؟ "

وزیرِ اعظم نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی اور کہا:

" ریاؤست کی مزبُوری ہے.... مرزائی حجرات پڑا لکھا اے.... تالیم یافتہ ہے.... کیا بولے گا؟.... انہیں ایک دم... دفتروں سے کائسے کھلاس کرے گا....؟؟ "

" سب سے زیادہ پڑھا لکھا تو انگریز تھا جناب..... اسے سر پر بٹھائے رکھتے.... ایک اسلامی ریاست کے نام پر ہماری نسلیں کٹوانے کی کیا ضرورت تھی....؟؟"

" وہ تو سب بروبر ہے.... ابھی نیا نیا آجادی ملا ہم کو.... آہستہ آہستہ سب سیک ہو جائے گا؟"

" لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ہماری نسلیں کسی قادیانی فرشتے ''ٹیچی ٹیچی'' کی بجائے.... آسمانی فرشتے جبرئیلِ امین کا لایا ہوا قرآن پڑھیں.... مرزا قادیانی کی بجائے محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھیں.... جو اِن حالات میں ناممکن ہوتا جا رہا ہے.... جب ایک شخص قادیانیت کا کلمہ پڑھتا ہے تو اُس کے پیچھے پورا خاندان گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے...؟؟"

وزیرِ اعظم خاموش ہو گئے۔

" یہ رہے ہمارے مطالبات،" مولانا ابوالحسنات نے ایک کاغذ وَزیرِ اعظم کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

" قادیانیوں کو فی الفور غیر مسلم قرار دیا جائے، ظفر اللہ خان سے وزارت خارجہ کا قلمدان واپس لیا جائے اور ربوہ کا نوگو اَیریا ختم کر کے وہاں بے گھر مہاجرین کی آبادکاری کی جائے۔ "

" دیکھیں.... جہاں تک قادیانیوں کو غیر مسلم بنانے کا موسئلہ ہے..... تو ہم اس فیصلے کا اختیار نہیں رکھتا۔ یہ فیصلہ کوبینہ ہی کر سکتی اے ...کیا بولے گا؟ "

" اور ربوہ کی زمین....؟" ابوالحسنات نے دریافت کیا۔

" وہ صوبوئی گورنمنٹ کا موسئلہ ہے۔"

" ظفر اللہ کو برخواست کرنے کا اختیار تو ہے ناں آپ کے پاس؟"

" ایک دم بروبر... لیکن کیا ہے کہ.... فی الحال ہم یہ اختیار اِستعمال نئیں کر سکتا۔" وزیرِ اعظم نے بے بسی سے جواب دیا۔

" آخر کیوں....؟؟" مولانا ابوالحسنات اور ماسٹر تاج الدین صاحب یک زبان ہو کر بولے۔

"امریکی امداد بند ہو جائے گا....!!!"وزیرِاعظم نے سادگی سے کہا۔

"لاحول ولا قوۃ الا باللہ .... ہم تو سمجھے تھے کہ پاکستان کا رازق اللہ ہے ....آج معلوم ہوا کہ امریکہ ہے ۔" مولانا ابوالحسنات نے جواب دیا۔

وزیرِاعظم نے ایک سرد آہ بھری پھر ایک فائل کھول کر اُس کی ورق گردانی کرتے ہوئے بولے:

"آپ سائے پئے گا یا سربت....؟؟؟ "

صبرو رضائے عشق

16 جنوری....1953....نسبت روڈ لاہور

تاحدِ نظر انسانوں کا سمندر تھا۔ ہر طرف سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔علماء کرام کے خطاب کے لئے ایک اونچا پلیٹ فارم بنایا گیا تھا۔سٹیج کی دائنی جانب کچھ آبادی تھی۔ہم جلسہ گاہ پہنچے تو لوگ جلسہ چھوڑ کر گیس بتیاں اٹھائے آبادی کی طرف دوڑتے دکھائی دیے۔کچھ دُور ایک مکان کے قریب بتیاں ہی بتیاں نظر آئیں۔لوگ ادھر ہی جمع ہو رہے تھے۔

"اُدھر کیا ہوا ہے بھائی؟" چاند پوری نے ایک لڑکے سے پوچھا

"پھڈّا ہو گیا اے....پھڈّا" یہ کہتے ہوئے اس لڑکے نے بھی آبادی کی طرف دوڑ لگا دی۔

"یاالٰہی خیر" میرے منہ سے نکلا۔

اس طرف واقعی کچھ گڑ بڑ تھی۔ہم بھی ادھر لپکے،تاکہ بلوے کی وجہ معلوم کر سکیں۔

"بابا جی کیا ہوا ہے ادھر؟؟ رش کیوں ہے؟؟"میں نے ایک بزرگ کو متوجّہ کیا۔

"پُت....کا کی دا سر پاڑ دِتّا کسے نے.."

(بیٹا! کسی نے بچی کا سر زخمی کر دیا ہے۔) بابا نے مُختصرا جواب دیا۔

" سر پاڑ دِتا ؟؟ کِس نے؟؟"

(سر زخمی کر دیا! کس نے)

"کسّے مَرجئ ملُون نے وٹّا ماریا....."

(کسی مرزائی نے پتھر مارا ہے)

ہم مجمع سے ٹکراتے ،دھکّے کھاتے آخر میں جائے وقوعہ تک پہنچ ہی گئے۔یہاں ایک بزرگ پھول سی بچّی اٹھائے کھڑے تھے۔جس کے سر سے مُسلسل خُون بہہ رہا تھا۔بچّی کی دلدوز چیخیں لرزا دینے والی تھیں۔

"استغفر اللہ العظیم....توبہ توبہ!!!" میں زیرِلب بڑبڑایا۔

"بھائی صاحب...کیا ہوا بچّی کو؟؟" چاند پوری نے ایک شخص سے صورتِ حال جاننا چاہی۔

"سامنے مرزائیوں کا گھر ہے....وہاں سے جلسے پر پتھراؤ ہوا ہے....ایک پتھر بچّی کو لگ گیا ہے۔" آدمی نے مختصر روئیداد سنائی۔

تحریکِ ختم نبوت 1953ء میں بہنے والا یہ پہلا خون تھا۔میں حیران تھا کہ اتنا بڑا مجمع ابھی تک شانت کیوں کھڑا ہے؟ صبح سے شام تک تحریک کے فلک شگاف نعرے لگانے والے کارکن اس درندگی پر خاموش کیوں ہیں؟ مرزائیت کے خلاف لاکھوں کا جلسہ ہو،جلسہ گاہ کے قریب ایک مرزائی کا مکان ہو،اُس کے مکان سے شرکائے جلسہ پر پتھراؤ کیا جائے اور مسلمان منہ میں گھگھنیاں ڈالے خاموش کھڑے رہیں ؟صرف پانچ منٹ میں اس مکان کو مکینوں سمیت ملیا میٹ کیا جاسکتا تھا۔میں حیرت سے سوچنے لگا کہ ان لوگوں کا اسلام کتنا" کمزور" ہے اور ہمارا کتنا طاقتور!!!!

جن کے سروں پر سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسا شعلہ بیاں مقرر، کالے بادل کی طرح گرجتا ہو،سیّد ابوالحسناتؒ جیسا ولی جنہیں نمازِ عشق پڑھاتا ہو،مولانا احمد علی لاہوری جیسا جری سالار جن کے شانے تھپتھپاتا ہو،تاج الدین انصاری ،مولانا محمد علی جالندھری ،مولانا غلام محمد ترنّم اور مظفّر علی شمسی ، جیسے خطیب جن کا لہو گرماتے ہوں ،مودودی جیسا صاحبِ قلم جن کے لئے الفاظ تراشتا ہو،عبدالستار نیازی جیسا مجاہدِ ملت غلامیٔ رسول ﷺ کا درس دیتا ہو،مولانا اختر علی خان جیسا صحافی جن کی روئیداد چھاپتا ہو،وہ ہماری طرح کے سرپھرے مسلمان کیوں نہ بن سکے؟؟؟

زخمی ہونے والی بچّی اپنے بوڑھے باپ کے کندھے پر سر دھرے خاموش ہوچکی تھی۔شاید بے ہوش تھی یا شہادت کا جام پی چکی تھی۔اس کے سر سے بہتا ہوا خون باپ کی سفید قمیص کو رنگین کرچکا تھا اور وہ بزرگ راہِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں اپنی کل متاع لُٹا کر بڑے اطمینان سے مجمع سے باہر جارہا تھا۔اتنے میں مولانا ابوالحسنات اور حافظ کفایت حسین بھیڑ کو چیرتے ہوئے پلیٹ فارم تک آن پہنچے۔مجھے خیال ہوا کہ مجمع شاید قائدین کا ہی انتظار کررہا تھا۔مجھے قوی امید تھی کہ سالارانِ ختمِ نبوت آج اپنی تقریر میں اس خونِ ناحق کے انتقام کا ضرور اعلان کریں گے اور آج کی یہ رات ذریّتِ مرزا پر بہت بھاری ہوگی۔

سپیکر پر مولانا ابوالحسنات کی آواز گونجی:

"تمام لوگ مکان کا گھیراؤ چھوڑ کر یہاں آجائیں.......میں سیّد احمد قادری ختمِ نبوت کے صدقے.....آپ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ اِدھر تشریف لے آئیں....طائف میں پتھّر کھا کر دعا دینے والے نبی ﷺ کی امّت.... یہاں آجایئے....ختمِ نبوت کے پروانو...غُصّے اور ذاتی اشتعال پر چلنے والی تحریکیں کبھی کامیاب نہیں ہوتیں....یہ بہت جلد حکمرانوں کا کھلونا بن جاتی ہیں ....یہ کوئی جائیداد یا اقتدار کا جھگڑا نہیں ہے....اصول کی جنگ ہے....اصول سے ہی لڑی جائے گی....عاشقانِ رسول ﷺ پتھر مارتے نہیں، پتھر کھاتے ہیں....خُدا کی قسم اس تحریک کے سب علماء کا مشترکہ فیصلہ ہے....کہ کسی مرزائی کی نکسیر بھی پھوٹی....تو ہم اُسی وقت یہ تحریک ختم کردیں گے....شانت ہوجایئے.... یہاں آجایئے....سٹیج کے پاس تشریف لے آیئے !!!! "

لوگ آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے سٹیج کی طرف آنے لگے۔ میں اس قافلۂ عشق و مستی کے صبر و رضا کو دیکھ کر حیرت کے سمندر میں ڈوب گیا۔ کیا یہی ہمارے اکابر تھے؟؟ یا ہم جرمن نازیوں کی بھٹکی ہوئی وہ بدرُوحیں ہیں جو مسلمان کا شناختی کارڈ بنوا کر اُن بزرگوں سے چمٹی ہوئی ہیں؟؟ انہیں کس بات کا ڈر تھا؟ پوری قوم ان کی پُشت پر کھڑی تھی۔ عجب صابر لوگ تھے۔ چاہتے تو ایک پھونک مار کر مرزائیت کا بُت پاش پاش کر سکتے تھے۔ جن کی ہڑتال پر لاہور کے پرندے بھی گھونسلوں میں دُبک کر بیٹھ گئے تھے، اب وہ کس بِرتے پر فاختہ کی طرح پَر سمیٹے بیٹھے تھے...؟؟ شاید اس لئے کہ یہ سچے عاشق تھے۔ دنیا کا چلن اور ہے اور عِشق کی سج دھج کچھ اور۔ دنیا کے ضابطے اور ہیں اور عشق کے قواعد و ضوابط کچھ اور۔ دنیا کچوکے لگا کر خوش رہتی ہے اور عاشقانِ صادق زخم کھا کر پھولے نہیں سماتے!!! عشق سینہ زوری کا نہیں، صبر و رضاء کا نام ہے۔ یہاں ہر گھڑی نگاہیں درِ یار کی طرف ہی اٹھتی ہیں، یار، راضی تو ستّے خیراں، محبوب روٹھ گیا تو کچھ بھی باقی نہ بچا۔ ایک نعت خوان رب کے سچے محبوب ﷺ کے سامنے احوالِ دردِ دِل پیش کرر ہے تھے۔ لاہور کی اس سرد رات میں عشق کی حرارت سے مجمع پگھل رہا تھا اور آنکھیں اشکبار ہو رہی تھیں:

یا شفیعِ اُمم ، لِلّٰہ کر دو کرم ، شالا وسدا رہوے تیرا سوہنا حرم
ہم غلاموں کا رکھنا خدارا بھرم ، شالا وسدا رہوے تیرا سوہنا حرم
کس کو جا کر کہیں تاجدارِ حرم ، گھیرا ڈالے ہوئے ہیں زمانے کے غم
دور ہو جائیں غم یا شہِ محترم ، شالا وسدا رہوے تیرا سوہنا حرم

جاری ہے

markaz e ahrar for place.JPG not found.

جنابِ جاوید غامدی اور جماعتِ احمدیہ لاہور مخمصے میں

شکیل عثمانی

ہفت روزہ فرائیڈے اسپیشل کراچی کی 15 تا 21 جنوری 2016ء کی اشاعت میں راقم کا ایک مضمون ''غامدی صاحب کا جوابی بیانیہ، دستورِ پاکستان اور قادیانیت'' شائع ہوا تھا جس میں ملک کے ممتاز دانش ور ''جناب جاوید احمد غامدی کے مضمون اسلامی ریاست ایک جوابی بیانیہ'' کے چند نکات پر گفتگو کی گئی تھی۔ مضمون میں غامدی صاحب کے جوابی بیانیے کے نکتہ نمبر 4 پر تفصیلی بحث کی گئی تھی اور اُن سے عرض کیا گیا تھا کہ اپنے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے واضح طور پر اعلان کریں کہ 7 ستمبر 1947ء کی آئینی ترمیم جو کے تحت احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، قرآن وسنت کے مطابق ہے۔ یہ بھی عرض کیا گیا تھا کہ یہ اعلان ان کی حق پرستی کا مظہر ہوگا اور وہ ہدیۂ شریک کے مستحق قرار پائیں گے۔ لیکن راقم کو افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ تاحال غامدی صاحب کی طرف سے ایسا کوئی اعلان سامنے نہیں آیا۔ یہاں یہ ذکر کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ یہ مضمون کئی ماہ قبل ان کے ماہ نامہ اشراق کو بھیجا جا چکا ہے اور وطنِ عزیز کے متعدد رسائل میں بھی شائع ہوا ہے۔ ان رسائل میں ماہ نامہ ختم نبوت ملتان، ماہ نامہ المنبر فیصل آباد، ماہ نامہ شمس الاسلام بھیرہ، ماہ نامہ روحِ بلند لاہور، ماہ نامہ الواقعہ کراچی، سہ ماہی المظاہر کوہاٹ اور پندرہ روزہ نشور کراچی شامل ہیں۔ دراصل اس مضمون نے غامدی صاحب کو ایک مخمصے میں ڈال دیا ہے۔ جماعتِ احمدیہ لاہور کو بھی اپنے عقائد کے سبب ایک ایسے ہی مخمصے کا سامنا ہے۔

جاوید غامدی صاحب اور جماعتِ احمدیہ لاہور کے مخمصوں پر گفتگو کرنے سے قبل راقم اپنے مضمون کے بعض قارئین کے ایک سوال کا جواب دینا چاہتا ہے۔ راقم سے پوچھا گیا ہے کہ اس نے کس بنیاد پر یہ لکھا کہ ہمیں صرف ایک فیصد امید ہے کہ غامدی صاحب ان وجوہات کو بیان کریں گے جن کے پیشِ نظر انہوں نے دین اور ریاست کے تعلق کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر تبدیل کیا۔ ان کے نقطۂ نظر میں تبدیلی کا ثبوت مذکورہ بالا مضمون میں پیش کیا جا چکا ہے۔ دین اور ریاست کے تعلق کے بارے میں غامدی صاحب کی مزید گزشتہ تحریریں بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے۔

غامدی صاحب کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ ان کی آراء جلد تبدیل ہوتی ہیں اور بعض اوقات ایک ہی مسئلہ پر وہ بار بار اپنی رائے بدلتے ہیں، لیکن بالعموم تبدیلیٔ آراء کا اعلان نہیں کرتے۔ بالعموم اس لیے کہا گیا کہ ایسی متشنیات بہرحال موجود ہیں جن میں انہوں نے کہا کہ ان کی رائے تبدیل ہوگئی ہے۔ راقم کے نزدیک رائے تبدیل کرنا ہر سوچنے سمجھنے والے انسان

کا حق ہے اس لیے کہ A living mind is a changing mind اور بقول ایمرسن صرف پتھر ہی اپنے آپ کو نہیں جھٹلاتے۔ لیکن اگر تبدیلیِ رائے کا اعلان کر دیا جائے تو قاری کے سامنے ایک واضح صورت آ جاتی ہے۔ اس سلسلے میں مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب ترجیح الراجح ایک قابل قدر مثال ہے۔

غامدی صاحب کا ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ وہ رائے تبدیل کرتے ہوئے علمی دیانت کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھتے۔ اس سلسلے میں ممتاز محقق اور غامدی صاحب کے سابق رفیق جناب نادر عقیل انصاری نے اپنے مضمون ’’صدر ضیا الحق، افغان جہاد اور غامدی صاحب کا بیانیہ‘‘ میں بڑی نفیس بحث کی ہے۔ یہ مضمون سہ ماہی ’’جی‘‘ لاہور میں شائع ہوا ہے۔ ذیل کی سطور میں اس بحث کی تلخیص پیش کی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ اس تلخیص کو پیش کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ راقم انصاری صاحب کے مضمون میں مندرج تمام خیالات سے متفق ہے۔

انصاری صاحب لکھتے ہیں: جاوید غامدی صاحب نے 28 فروری 2014ء کو سماء ٹی وی کے پروگرام ’’غامدی کے ساتھ‘‘ میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جن لوگوں نے [سابق سویٹ یونین کے خلاف] افغان جہاد کی سرپرستی کی اور قبائلی علاقوں کے لوگوں کو استعمال کیا، ان کی مذمت کی جانی چاہیے۔ ہماری اُس وقت کی اسٹیبلشمنٹ کو کوئی حق نہیں تھا کہ وہ پرائیوٹ آرمی بنائیں، مذہبی بنیاد پر لوگوں کو منظم کریں اور ان کے ذریعے جہاد فرمائیں۔ میں نے اُس زمانے میں بھی بڑی شدت کے ساتھ اس کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ہم اپنے وجود میں بارود بھر رہے ہیں اور اپنی قبر کھود رہے ہیں۔ جنہوں نے یہ کام کیا وہ سرتاسر مجرم ہیں۔ میں ہمیشہ ہی کہتا رہا ہوں۔

انصاری صاحب لکھتے ہیں: غامدی صاحب کی اِس گفتگو کے بعد ان کا وہ مضمون ملاحظہ فرمایئے جو ستمبر 1988ء کے ’’اشراق‘‘ میں صدر ضیاء الحق کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا گیا۔ غامدی صاحب اپنے مضمون میں لکھتے ہیں ’’یہ قوم اُن [صدر ضیاء الحق] کی ہر بات فراموش کر سکتی ہے، لیکن جہادِ افغانستان کے معاملے میں وہ جس طرح اپنے موقف پر جمے رہے اور جس پامردی اور استقامت کے ساتھ انہوں نے فرزندانِ لینن کے مقابلے میں حق کا علم بلند کیے رکھا، اسے اب زمانے کی گردشیں صبح نشور تک ہمارے حافظے سے محو نہ کر سکیں گی۔

انصاری صاحب مزید لکھتے ہیں: آراء بدلنے کا اختیار ہر صاحب قلم کو ہے۔ لیکن اس میں اگر علمی دیانت داری کا لحاظ نہ رکھا جائے تو یادِ ماضی عذاب بن جاتی ہے۔ علمی دیانت کا تقاضا تھا کہ غامی صاحب سماء ٹی وی کے پروگرام میں کہتے کہ افغان جہاد کے بارے میں ان کی رائے بدل گئی ہے اور اب وہ اُس جہاد کو ایک جرم سمجھتے ہیں لیکن اس کے بجائے اپنی سابقہ تحریر کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے انہوں نے کہا ’’میں نے اُس وقت بھی کہا تھا کہ ہم اپنی قبر کھود رہے ہیں اور اپنے وجود میں بارود بھر رہے ہیں۔ میں ہمیشہ یہی کہتا رہا ہوں‘‘ (سہ ماہی ’’جی‘‘ لاہور جلد نمبر 11، 12 صفحات 116 تا 121 اور 127)

جناب غامدی نے ’’اشراق‘‘ (ستمبر 1988ء) میں لکھا کہ اسلام جس طرح ہماری انفرادی زندگی کا دین ہے،

اسی طرح ہماری ریاست کا بھی دین ہے اور جو لوگ مذہب کو انسان کا انفرادی معاملہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ریاست کے معاملات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے، وہ حماقت میں مبتلا ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے 2015ء میں اپنے جوابی بیانیے میں ارشاد فرمایا کہ ریاست کا کوئی دین نہیں ہوتا۔ ان دونوں ارشادات میں تطبیق دینا ممکن نہیں ہے۔ اگر غامدی صاحب ان ارشادات میں تطبیق دینے کی کوشش کرتے ہیں تو ''اشراق'' (ستمبر 1988ء) کا حوالہ دینا ناگزیر ہے اور اگر وہ اس ناگزیر تقاضے کو پورا کرتے ہیں تو قارئین کی خاصی تعداد محولہ بالا ''اشراق'' کی طرف رجوع کرے گی۔ اس طرح افغان جہاد کے بارے میں ان کے نقطۂ نظر کا تضاد سامنے آجائے گا۔ کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ اسے متناقص آراء کا حامل سمجھا جائے۔ اس لیے لکھا گیا کہ صرف ایک فیصد امید ہے کہ موصوف ان وجوہات کو بیان کریں جن کے پیش نظر انہوں نے دین اور ریاست کے تعلق کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر تبدیل کیا۔

راقم کے مضمون کی اشاعت کے بعد غامدی صاحب ایک مخمصے میں ہیں۔ وہ مخمصہ یہ ہے کہ اگر وہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ 7 ستمبر 1974ء کی آئینی ترمیم جس کے تحت احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، قرآن وسنت کے مطابق ہے، تو انہیں اپنے ''جوابی بیانیے'' کے نکتہ نمبر 4 سے دستبردار ہونا پڑے گا جس کے مطابق جو لوگ اپنے مسلمان ہونے کا اقرار بلکہ اس پر اصرار کرتے ہیں، مگر کوئی ایسا عقیدہ یا عمل اختیار کر لیتے ہیں جسے کوئی عالم یا علماء یا دوسرے تمام مسلمان صحیح نہیں سمجھتے، ان کے اس عقیدے یا عمل کو غلط قرار دیا جاسکتا ہے، اسے ضلالت اور گمراہی بھی کہا جاسکتا ہے، لیکن اس کے حامین چونکہ قرآن وحدیث ہی سے استدلال کر رہے ہوتے ہیں، اس لیے انہیں غیر مسلم یا کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غامدی صاحب 7 ستمبر 1947ء کی آئینی ترمیم اور اپنے بیانیے کے نکتہ نمبر 4 سے دستبرداری پر اپنی خاموشی برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ بہر حال راقم کی دعا ہے کہ مسئلہ تکفیر کے بارے میں غلط موقف اختیار کرنے کی وجہ سے وہ جس مخمصے میں پڑ گئے ہیں، اس سے جلد نکل آئیں۔

علامہ اقبال نے کہا تھا: پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے۔ لیکن یہ جماعتِ احمدیہ لاہور کی خوش قسمتی ہے کہ اسے کعبے (اسلام کے علم برداروں) سے پاسباں مل گئے ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راقم کی رسائی احمدیہ انجمن لاہور کی حال ہی میں شائع کردہ کتاب ''اختلافِ سلسلۂ احمدیہ'' (اشاعت دوم) تک ہوئی ہے۔ اس کے مؤلف عامر عزیز الازہری بن عبدالعزیز ہیں۔ ٹائٹل پر ''اختلافِ سلسلۂ احمدیہ'' کے نیچے'' تقابلی جائزہ جماعتِ احمدیہ لاہور و جماعت احمدیہ ربوہ'' لکھا ہے۔ اس کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ ربوہ کے برعکس، جماعتِ احمدیہ لاہور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تعلیمات کی حقیقی علم بردار ہے۔ کتاب کے مؤلف عامر عزیز الازہری لکھتے ہیں:

''موجودہ دور میں پاکستان میں محترم ومکرم جاوید احمد غامدی صاحب وہ نابغۂ روزگار ہستی ہیں، جو کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان کی خدمتِ دین اور اسلام کے لیے شب وروز سعی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اس سلسلے میں ان کی گواہی کہ

حضرت مرزا [غلام احمد قادیانی] صاحب نے دعویٰ نبوت نہیں کیا، اس دور کی سب سے بڑی سچائی اور جرأت مندانہ حق گوئی ہے'' (ص83)

عامر عزیز الازہری مزید لکھتے ہے کہ محترم ومکرم جاوید احمد غامدی صاحب کی گواہی کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت نہیں کیا اُن [غامدی صاحب] کے ایک لیکچر میں دی گئی ہے جس کا موضوع ختم نبوت ہے۔ یہ لیکچر یوٹیوب پر بھی موجود ہے۔ غامدی صاحب [اس لیکچر میں] فرماتے ہیں:

''یہ جو مقام یا مرتبہ بیان کیا ہے بالکل یہی ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے وہ بنیادی طور پر صوفی تھے۔ تصوف سے ان کا اشتغال تھا۔ اس طرح کے اوراد، وظائف، چلے یہی چیزیں ان کے ہاں تھیں۔ انہی چیزوں کو وہ بیان بھی کرتے ہیں۔ اپنی کتابوں میں لکھتے بھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میری نبوت سے مراد تشریعی نبوت نہیں، میں اصطلاحی نبی نہیں ہوں، بروزی نبی ہوں۔ نبوت کا ایک سایہ پڑ رہا ہے۔ نبوت کا ایک پرتو میرے اندر آ رہا ہے۔۔۔ پھر کچھ دبی دبی باتیں ہوئیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ نبی بنا دیئے گئے۔ لیکن میں آپ سے عرض کروں کہ خود مرزا غلام احمد صاحب کی تحریریں جتنی بھی ہیں ان میں بالصراحت نبوت کے دعویٰ کی کوئی تحریر نہیں۔ یعنی اسی طرح کی باتیں ہیں (یعنی صوفیانہ اصطلاحات کا استعمال ہے۔ ناقل)۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد ان کی جماعت کے دو گروہ ہوگئے۔ ان کے قدیم ترین صحابہ ان کی اصطلاح کے مطابق، انہوں نے تو کہا کہ ایسا نہیں تھا بلکہ وہ مجدد تھے۔ یہ جو لاہوری جماعت ہے یہ اسی تعبیر پر وجود میں آئی اور مرزا بشیر الدین محمود صاحب جو ان کے فرزند تھے انہوں نے اصل میں اس کو زیادہ صریح کیا۔ اور یہ کہا کہ نہیں یہ باقاعدہ یعنی ورنہ معاملہ ٹھیک ہوجاتا، اتنا ہی رہ جاتا جتنا صوفیوں کا ہے۔

انہوں (مرزا بشیر الدین محمود مرحوم۔ ناقل) نے اس کو اس کی منتہائے کمال تک پہنچا دیا جہاں پر توضیح کی ضرورت نہ رہی۔۔۔ حکیم نور الدین صاحب کے زمانے میں بھی صورتحال یہ نہیں تھی اسی طرح تھی (یعنی حضرت مرزا صاحب کو نبی مجدد ہی سمجھا جاتا تھا۔ ناقل)۔ زیادہ سے زیادہ جو بات وہ کرتے تھے جو ابن عربی نے کہی ہے۔ یعنی دیانتداری کے ساتھ آپ الزام لگانے کے لیے نہ کہیں۔ یہاں ایسے لوگ موجود ہیں۔ یعنی ابھی تک حسرت ہے کہ وہ واضح عبارت کون سی ہے (یعنی حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی۔ ناقل) آپ دیکھیں اس میں الیاس برنی کی کتاب ''قادیانی مذہب'' سب سے اعلیٰ کتاب ہے۔ پوری پڑھ جایئے۔ پھر اس کے بعد ہمارے اپنے زمانے میں مولانا ابوالحسن علی ندوی جیسے جلیل القدر عالم نے ''قادیانیت'' کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ اس میں بھی آپ پوری کی پوری پڑھ جایئے (احمدیت کے خلاف ان دو مستند کتابوں میں بھی کوئی تحریر یا کوئی حوالہ ایسا نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا۔ ناقل)۔۔۔ یعنی وہ (پہلے صوفیاء کی تحریرات۔ ناقل)۔۔۔

انہیں اس سے زیادہ تاویل کو قبول کر لیتی ہیں جیسی میں نے بیان کی ہیں۔ اس طرح کا واضح معاملہ نہیں ہے جیسے کہ سمجھا جاتا ہے۔ وہ زیادہ تر بشیر الدین محمود صاحب کی ہیں۔'' (ص84 تا 86)

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مندرجہ بالا عبارت کی بے ربطیاں جوں کی توں کتاب ہی سے نقل کی گئی ہیں۔ بہر حال عبارت کے ناقل (جو غالباً عامر عزیز الازہری ہیں) نے قوسین کے درمیان اپنی طرف سے الفاظ بڑھا کر جملوں کو مکمل اور بامعنی بنانے کی کوشش کی ہے۔ جنابِ جاوید غامدی کا یہ لیکچر جماعتِ احمدیہ لاہور کے اس بنیادی موقف کی مکمل تائید کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور یہ مرزا بشیر الدین محمود تھے جنھوں نے غلو کرتے ہوئے مرزا صاحب کو نبی قرار دیا۔ اس لیکچر سے درج ذیل تین نکات اخذ ہوتے ہیں:

(1) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریروں میں بالصراحت نبوت کے دعوی کی کوئی تحریر نہیں ہے۔ یہاں تک کہ پروفیسر الیاس برنی کی کتاب ''قادیانی مذہب'' اور مولانا ابوالحسن علی ندوی کی کتاب ''قادیانیت'' بھی مرزا صاحب کی کوئی ایسی تحریر نہیں ہے جس میں انہوں نے بالصراحت نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔

(2) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین مرزا صاحب کو اصطلاحی نبی نہیں سمجھتے تھے۔

(3) احمدیوں کا لاہوری فریق (مولوی محمد علی لاہوری گروپ) شروع سے مرزا صاحب کو مجدد سمجھتا رہا ہے۔

ہمارے قارئین اس حقیقت سے واقف ہوں گے کہ جماعتِ احمدیہ لاہور کا موقف بھی وہی ہے جو مندرجہ بالا تین نکات میں بیان کیا گیا ہے۔ راقم اپنے مضمون ''غامدی صاحب کا جوابی بیانیہ، دستورِ پاکستان اور قادیانیت'' میں حوالوں کے ساتھ ان تینوں نکات کی تردید کر چکا ہے۔ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی ایسی چار تحریریں پیش کی ہیں جن میں انہوں نے بالصراحت نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ بھی عرض کیا گیا کہ مرزا صاحب کی ایسی بیسیوں تحریریں موجود ہیں۔ یہ بھی واضح کیا گیا کہ مرزا صاحب خود کو صرف لغوی معنی میں نبی نہیں کہتے بلکہ ان کا دعویٰ ہے کہ انہیں خدا نے نبی بنایا اور ان کا منکر مسلمان نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے ان کے مجموعۂ الہامات ''تذکرہ'' اور ان کی کتاب ''حقیقت الوحی'' کے اقتباسات پیش کیے گئے۔ راقم نے غامدی صاحب کی توجہ اس جانب مبذول کرائی کہ جماعتِ احمدیہ لاہور کے بانی امیر مولوی محمد علی لاہوری صاحب نے ریویو آف ریلیجنز (قادیان) کی ادارت کے دور میں اپنے بیسیوں ایسے مضامین اس پرچے میں شائع کیے جن میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے لیے نبی اور رسول کا لفظ استعمال کیا اور اشارۃً بھی نہیں لکھا کہ وہ ان الفاظ کو استعارے کے طور پر یا مجازی مفہوم میں استعمال کر رہے ہیں۔ آج ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مرزا صاحب کی مجددیت کا علم بردار بنا ہوا ہے لیکن اسی پرچے میں 16 اکتوبر 1913ء کی اشاعت میں لکھا گیا:

''معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا [ہفت روزہ پیغام صلح لاہور] کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود

مہدی معہود علیہ الصلاۃ والسلام کے مدارجِ عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح سے تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کا بھید جاننے والا ہے، حاضر و ناظر جان کر کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اِس زمانے کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ (ص2)

اسی طرح راقم غامدی صاحب کے اس نقطۂ نظر کی حوالوں کے ساتھ تردید کی کہ مرزا غلام احمد صاحب کے پہلے جانشین حکیم نورالدین صاحب مرزا صاحب کو مامور من اللہ نبی نہیں مانتے تھے۔

اب ہم غامدی صاحب کے ”جوابی بیانیے“ کے نکتہ نمبر 4 کی طرف پھر رجوع کرتے ہیں۔ موصوف اپنے ”جوابی بیانیے“ میں لکھتے ہیں: ”دنیا میں جو لوگ مسلمان ہیں، اپنے مسلمان ہونے کا اقرار بلکہ اس پر اصرار کرتے ہیں، مگر کوئی ایسا عقیدہ یا عمل اختیار کر لیتے ہیں جسے کوئی عالم یا علما یا دوسرے تمام مسلمان صحیح نہیں سمجھتے، ان کے اس عقیدے یا عمل کو غلط قرار دیا جاسکتا ہے، اسے ضلالت اور گمراہی بھی کہا جاسکتا ہے، لیکن چونکہ اس کے حاملین قرآن وحدیث ہی سے استدلال کررہے ہوتے ہیں، اس لیے انہیں غیر مسلم یا کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔“ راقم کا خیال ہے کہ غامدی صاحب استاذ امام امین احسن اصلاحی کے بارے اس سوئے ظن کا شکار نہیں ہوں گے کہ وہ اسلام اور کفر کی حدود سے ناواقف تھے۔ استاذ امام نے اپنی متعدد تحریروں میں قادیانیوں کی تکفیر کی ہے۔ غامدی صاحب نے ان سے کیوں نہیں پوچھ لیا کہ قادیانی اپنے مسلمان ہونے کا اقرار بلکہ اس پر اصرار کرتے ہیں اور قرآن وحدیث ہی سے استدلال کرتے ہیں انہیں کیوں کر کافر قرار دیا جاسکتا ہے؟ وہ فیس بک پر ایک مضمون میں اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”تکفیر کے لیے اتمام حجت ضروری ہے اور یہ صرف خدا ہی جانتا اور وہی بتا سکتا ہے کہ کسی شخص یا گروہ پر فی الواقع اتمام حجت ہوگیا ہے اور وہ اب ہم اس کو کافر کہہ سکتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد اب یہ حق کسی فرد یا گروہ کو حاصل نہیں رہا کہ وہ کسی شخص کو کافر قرار دے۔“ httpp://daleel-pk/2016/09/06/6971

یہاں پھر غامدی صاحب سے سوال ہے کہ انہوں نے مولانا اصلاحی سے یہ کیوں نہیں پوچھ لیا کہ آپ کو کس ذریعے سے معلوم ہوا کہ قادیانیوں پر اتمام حجت ہوگیا ہے اور ان کی تکفیر کی جاسکتی ہے؟ [اس مضمون کے شروع میں عرض کیا گیا تھا کہ غامدی صاحب کی طرح جماعتِ احمدیہ لاہور کو بھی اپنے عقائد کے سبب ایک ایسے ہی مخمصے کا سامنا ہے۔ دراصل مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتابیں مداری کا پٹارہ ہیں۔ ان میں سے ہر چیز نکالی جاسکتی ہے۔ ان میں نزول مسیحؑ کا اقرار بھی ہے اور انکار بھی۔ آں حضرت ﷺ کو آخری نبی بھی کہا گیا ہے اور مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت بھی ہے۔ اِس وقت راقم کے سامنے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی شائع کردہ کتاب مجاہدِ کبیر (مؤلفہ ممتاز احمد فاروق اور محمد احمد) ہے جو بانی جماعتِ احمدیہ لاہور، مولوی علی لاہوری صاحب کی سوانح عمری ہے۔ اس کتاب کے آخری صفحے پر جماعتِ احمدیہ

لاہور کے عقائد درج کیے گئے ہیں۔ عقیدہ نمبر 2 کے تحت کہا گیا ہے:

ہم آں حضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ با الفاظ بانی سلسلہ، حضرت مرزا غلام احمد صاحب '' جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسے بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔''

اور عقیدہ نمبر 6 کے تحت کہا گیا ہے: ہم ہر اس شخص کو جو لا الہ الا اللہ محمد رسول کا اقرار کرتا ہے مسلمان کہتے ہیں۔

اسی طرح انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کے شائع کردہ کتابچے '' شہادتِ حقّہ'' کے بیک ٹائٹل پر جماعتِ احمدیہ لاہور کی امتیازی خصوصیات کے زیر عنوان لکھا گیا ہے کہ جماعتِ احمدیہ لاہور ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے۔

یہاں جماعتِ احمدیہ لاہور سے مسلمان کی تعریف کرنے میں وہی غلطی ہوئی جو غامدی صاحب سے مسئلہ تکفیر پر غلط موقف اختیار کرنے کے نتیجے میں ہوئی اور اسے مخمصے کا سامنا ہے۔ بہر حال اس مخمصے کے حوالے سے یہ الگ بات ہے کہ اس نے 1914ء سے شتر مرغ کے ریت میں سر چھپانے کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔[اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کی جاسکتی یا ہر کلمہ گو مسلمان ہے] بلاشبہ کلمہ حق ہے لیکن ایک خاص تناظر میں اس سے مراد باطل ہے۔ اس موضوع پر برصغیر کے ممتاز متکلّم مولانا محمد عبدالعزیز پرہاروی کی کتاب ''النبر اس علیٰ شرح العقائد'' سے اہلِ سنت کا موقف پیش کیا جاتا ہے:

''ہم اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے۔ اہلِ قبلہ سے لغوی اعتبار سے وہ شخص مراد ہے جو کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے یا اسے قبلہ مانے لیکن متکلّمین کی اصطلاح میں اس سے مراد وہ شخص ہے جو ضروریاتِ دین کی تصدیق کرے، یعنی ان امور کی جن کا ثبوت شرع سے معلوم و مشہور ہے۔ لیکن جس شخص نے ضروریاتِ دین میں سے کسی شے کا انکار کیا، مثلاً حدوث عالم کا، یا حشر اجساد کا یا اللہ تعالیٰ کے علم بالجزئیات کا، یا فرضیت صلوٰۃ و صوم کا، تو وہ اہلِ قبلہ میں سے نہیں ہے، خواہ وہ طاعات میں مجاہدہ کرتا ہو۔ اسی طرح جس شخص نے ایسا کام کیا جو دین کی تکذیب کی علامات میں سے ہے جیسے بتوں کو سجدہ کیا یا کسی شرعی امر کی توہین و استہزا کا مرتکب ہوا، تو وہ اہلِ قبلہ میں سے نہیں ہے۔ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان فقط اس وجہ سے کافر قرار نہیں دیا جائے گا کہ اس نے گناہ کیا ہے۔''

اہلِ سنت کے نزدیک ضروریاتِ دین کا انکار کرنے والے کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں ہے، خواہ وہ تمام عمر اہلِ قبلہ میں سے رہا ہو اور راقم کو یقین ہے کہ جاوید غامدی صاحب ضروریاتِ دین سے اچھی طرح واقف ہیں۔

اب ہم مسلمان کی تعریف کے سلسلے میں جماعت احمدیہ لاہور کے موقف کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس جماعت کا موقف اس کی شائع کردہ کتاب ''مجاہد کبیر'' اور کتابچے ''شہادت حقّہ'' کے حوالے سے پیش کیا جاچکا ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ بات اتنی سادہ نہیں ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے، بلکہ جماعت احمدیہ لاہور اُس جماعت کو بھی مسلمان قرار دیتی ہے جس کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی حقیقی نبی تھے اور اُن کی نبوت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ راقم

کی مراد جماعت احمدیہ قادیان (اب ربوہ) سے ہے۔ جماعت احمدیہ قادیان (اب ربوہ) کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود (م 1965ء) نے یہ بھی لکھا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے اور ایک نبی تو کیا ہزاروں نبی آئیں گے۔ حوالے کے لیے اُن کی درج ذیل تحریریں ملاحظہ ہوں:

''یہ بات بالکل روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔''

(حقیقۃ النبوت، ص 228)

''انہوں نے (یعنی مسلمانوں نے) یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے۔۔۔۔۔ ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے، ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔'' (انوارِ خلافت، ص 62)

''اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اُسے ضرور کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے، کذاب ہے، آپ کے بعد نبی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں۔'' (انوارِ خلافت، ص 65)

حیرت ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے مسیح موعود و بانی سلسلۂ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تو جماعتِ احمدیہ لاہور کی شائع کردہ کتابوں کے مطابق ختم نبوت کے منکر کو بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھیں اور جماعتِ احمدیہ لاہور اُسے مسلمان قرار دے۔ درحقیقت یہ مسلمان کی غلط تعریف کا شاخسانہ ہے جس میں جماعتِ احمدیہ لاہور ایک صدی سے مبتلا ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور کے نزدیک جماعت احمدیہ ربوہ کا status کیا ہے؟ اس کی وضاحت جماعت کے ترجمان ہفت روزہ پیغام صلح لاہور کے ایک اداریے کے اس اقتباس سے ہوتی ہے۔ یہ اقتباس ماہ نامہ طلوع اسلام لاہور کے حوالے سے نقل کیا جاتا ہے۔ بطور تمہید طلوع اسلام لکھتا ہے گزشتہ سال جب یہ سوال اٹھا کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے تو لاہوری جماعت کے ترجمان ''پیغام صلح'' نے اپنی 30 مئی 1973ء کی اشاعت میں لکھا:

''ان حالات میں اول تو کسی جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا صحیح نہیں اور اگر اس شوق کو پورا ہی کرنا ہے۔۔۔ تو کم از کم احمدیوں کے اس گروہ کو اس سے مستثنیٰ کرنا ضروری ہے جو حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد کسی بھی نبی کے آنے کے قائل نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہم قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے حق میں ہیں۔ ہمارے نزدیک قادیانی ہو یا غیر قادیانی ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ اس کو غیر مسلم قرار دینا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔''

(ماہ نامہ طلوع اسلام لاہور، جولائی 1974ء، ص 15)

جماعتِ احمدیہ لاہور کا جماعتِ احمدیہ ربوہ کے بارے یہ موقف اُس کے اِس عقیدے کا منطقی نتیجہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ اگر وہ جماعت احمدیہ ربوہ کی تکفیر کرتی ہے اسے اپنے اس عقیدے سے دستبردار ہونا پڑے گا، اس نے یہ عقیدہ ایک صدی سے اختیار کر رکھا ہے۔ بہر حال راقم کی دعا ہے کہ، سو سال بعد ہی سہی، جماعت احمدیہ لاہور اس مخمصے سے نکل آئے۔

اسلام اور قادیانیت　(آخری قسط)

مولانا محمد مغیرہ

ایسے ہی ایک سرخی یہ لگائی گئی کہ:

امــا مـکـم مـنـکـم ۔امام تمہارا تم میں سے ہوگا کوئی آسمان سے آنے والا نہیں ۔مرزا غلام احمد قادیانی بھی ایسے کرتے رہے اور اس کا مرید اور متبع بھی وہی کر رہا ہے کہ پوری حدیث رسول کی بجائے امامکم منکم کا جملہ ذکر کر کے ساتھ ہی اپنا فیصلہ سنا دیا کہ کوئی آسمان سے آنے والا نہیں ہے لہٰذا امــامـکـم مـنـکـم امام تمہارا تم میں سے ہوگا اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔

قارئین محترم یہ جملہ جس حدیث میں وارد ہوا ہے وہ پوری حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معروف صحابی ہیں سے یوں مروی ہے:**قـال رسـول الـلّٰه صلی الله علیه وسلم کیف انتم اذانزل ابن مـریـم فیـکـم و اما مکم منکم** [بخاری] ترجمہ: تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے اور (اس وقت) امام تمہارا تم میں سے ہوگا۔اور اس حدیث کے ساتھ اگر یہ حدیث رسول ملا لی جائے تو اور زیادہ وضاحت ہو جائے گی **فیـنـزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرهم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله هذهِ الامة** (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ)

پس نازل ہوں گے عیسیٰ ابن مریم مسلمانوں کا امیر (سیدنا محمد مہدی) کہے گا آیئے ہمیں نماز پڑھایئے مگر وہ (عیسیٰ علیہ السلام) فرمائیں گے نہیں یہ شرف امت محمد یہ کو ہی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے امام ہیں۔لہٰذا اس صورت حال کے واضح ہو جانے کے بعد یہی کہا جاسکتا ہے کہ پوری حدیث رسول کو چھوڑ کر ایک ٹکڑا پیش کر کے پھر اس سے ایک فیصلہ صادر کر دینا کہ ”کوئی آسمان سے آنے والا نہیں“ عیاری اور دھوکہ دہی ہی تو ہے جس حدیث رسول کے ایک جملے امامکم منکم کو پیش کیا گیا پوری حدیث کے پیش کرنے کے بعد واضح ہو گیا کہ اس حدیث کے جملہ امامکم منکم کا وفات عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں پوری حدیث ہم نے پیش کر دی ہے اس کو بار بار پڑھیں ترجمہ کریں آپ کو معلوم بلکہ یقین ہو جائے گا کہ آنے والا نازل ہونے والا کوئی اور ہے اور امام تمہارا تم میں سے ہوگا اس حدیث میں دو بزرگوں کا تذکرہ ہے۔آنے والے اور نازل ہونے والے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور اس وقت امام مسلمانوں کا یعنی نماز کی امامت کرانے والے محمد مہدی ہیں اور امام مہدی کی تمام صفات حمیدہ احادیث رسول میں تفصیلاً موجود ہیں اور ایسی ہی نزول فرمانے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات ونشانات بھی احادیث رسول کے ذخیرہ میں واضح طور پر مذکور ہیں۔

نزول سے مراد تخلیق قارئین:

محترم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق احادیث میں جا بجا نزول کا لفظ آیا ہے مثلاً **والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم۔** [بخاری]

اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علینا ونحن نتذکر فقال ماتذکرون قالوا نذکر الساعۃ قال انہا لن تقوم حتی ترون قبلہا عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسیٰ ابن مریم (مسلم)

قال کیف انتم اذا نزل ابن مریم (بخاری)

انہ نازل (مسند احمد) اذا نزل علیہم عیسیٰ ابن مریم (ابوداؤد) فینزل عیسیٰ ابن مریم (مسلم) ان مذکورہ تمام جگہوں میں نزول کا لفظ ہی مختلف شکلوں میں (صیغوں میں) استعمال ہوا ہے۔ جس کا معنی اہل لغت نے اوپر سے نیچے اترنے کے کیے ہیں۔ لیکن قادیانی حضرات نزول کے معنی اترنا کرنے سے گریزاں ہیں کہ اس سے تو حضرت عیسیٰ ابن مریم کو آسمان پر زندہ اور پھر ان کا زمین پر اترنا لازمی طور پر ثابت ہو رہا ہے۔ اس لیے وہ عام آدمی کے سامنے مختلف آیات مثلاً **انزلنا الحدید (سورۃ: ۲۵) انزلنا علیکم لباسا (:۲۶)**

وانزل لکم من الانعام ثمنیۃ ازواج (زمر:۶)

وغیرہ پیش کر کے کہتے ہیں کہ نزول کا معنی پیدا ہونا ہے نہ کہ اترنا تو لہٰذا جہاں کہیں بھی نزول عیسیٰ کا ذکر ہے اس سے اترنا مراد نہیں بلکہ پیدا ہونا ہے چونکہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو احادیث رسول میں اس نزول سے مراد پیدائش ہے اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں کہ وہ پیدا ہوئے ہیں۔

۱...... پہلی بات یہ ہے کہ اگر قادیانی حضرات کی یہ بات مان لی جائے کہ نزول کا معنی اوپر سے نیچے اترنے کے نہیں ہیں بلکہ پیدا کرنے یا ہونے کے ہیں تو پھر

اللّٰہ الَّذِی اَنۡزَلَ الۡکِتَابَ بِالۡحَقِّ (سورۃ الشوریٰ آیت:۱۷)

نَزَلَ بِہِ الرُّوۡحُ الۡاَمِین (سورۃ الشعرآء، آیت:۱۹۳)

اِنَّانَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ (سورۃ الحجر:۹)

اِنَّا اَنۡزَلۡنَاہُ فِی لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ (سورۃ القدر:۱)

شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡآنُ (سورۃ البقرہ:۱۸۵)

ان مذکورہ آیات میں: اَنۡزَلَ، نَزَّلَ، نَزَّلۡنَا، اَنۡزَلۡنَا، اُنۡزِلَ کے آپ ذرا نزول کے معنی اترنا کو چھوڑ کر پیدا کرنا یا پیدا ہونا کر کے دیکھاؤ۔ لیکن یہ ہرگز نہیں ہو سکے گا کہ ان آیات میں نزول کے معنی اوپر سے نیچے اترنے کو چھوڑ سکو تو پھر واضح

ہے کہ قادیانی آیات مذکورہ اَنزلنا الحَدِیدَ، اَنزَلنَا عَلَیکُم لِبَاساً وغیرہ پیش کر کے دھوکہ اور فریب سے کام لے رہے ہیں اور اپنی کم علمی بلکہ جہالت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نزول کا معنی کسی چیز کا اوپر سے نیچے اترنا ہی ہے لیکن نزول کے معنی کی وضاحت امام راغب (جو لغت عرب کے امام ہیں) نے ان لفظوں میں کی ہے ہے اگر کوئی سمجھنے والا عقل والا ہو تو اسے یہ کافی ہوگی۔ امام راغب اپنی معرکۃ الآرا کتاب مفردات القرآن میں تحریر فرماتے ہیں **النزول فی الاصل ھو انحطاط من علوٍ وانزال اللّٰہ تعالیٰ اما بانزال الشئی نفسه واما بانزال اسبابه والھدایة الیه کا نزال الحدید واللباس وھو ذالک۔**

نزول کا معنی اصل میں اوپر سے نیچے اترنے کا ہے اللہ تعالیٰ کا اتار یہ یا تو نفس شی کا اتارنا ہوتا ہے (جیسے قرآن مجید کا اتارنا) یا اس شی کے اسباب و ذرائع، اور اس کی مثل اس معنوی وضاحت سے یہ واضح ہوگئی کہ انزال سے مراد یا تو نفس شئ ہے یا اس چیز کے اسباب کا اتارنا اور کسی شئی کے لیے احکامات کا اتارنا۔ اس کے بعد لباس، لوہا، انعام (جانور) کے اتارنے کی سمجھ آجانی چاہیے مگر بعض لوگ نہ مانو والی بات کے پابند ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے ہی اللہ تعالیٰ نے **واذا مروا باللغو مروا کراما** (سورہ فرقان: ۷۲) کا حکم صادر فرمایا ہے۔

قارئین محترم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی راہنمائی اور عہد الست یاد لانے کے لیے انبیاء و رسل کا مقدس سلسلہ شروع کیا جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضور علیہ السلام پر آکر اختتام پذیر ہو گیا اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی و رسول نہیں آئے گا۔ قرآن مجید میں تقریباً ایک سو آیات بینات موجود ہیں جو اس بیان پر واضح ہیں، ان میں اسے تین آیات نمونہ کے طور پر ملاحظہ فرمائیں۔

۱ **قل یایھاالناس انی رسول اللہ الیکم حمیعا** ۔ترجمہ: آپ کہہ دیں اے لوگوں میں تم سب انسانوں کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ [سورۃ الاعراف: ۱۵۸]

۲ **وما ارسلناک الا کافة للناس بشیراً ونذیراً** ۔ترجمہ: ہم نے تو آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر۔ [سورۃ سبا: ۲۸]

۳ **ومارسلناک الارحمة للعالمین**۔ترجمہ: نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔ [سورۃ انبیاء: ۱۰۷]

ان تینوں آیات میں حضور علیہ السلام کا قیامت تک پوری انسانیت کے لیے نبی و رسول ہونے کا واضح بیان موجود ہے۔ اور ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس منصب آخری نبی و رسول ہونے کو یوں بیان فرمایا ہے۔

۱ **ارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون** ۔(مسلم فی الفضائل) ترجمہ: میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے ہیں۔

۲ کانت بنو اسرائیل تسو سھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفه نبی و انه لانبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون (بخاری فی کتاب احادیث الانبیاء) ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست وقیادت انبیاء علیہ السلام کرتے تھے جب کوئی وفات پا تا تو دوسرا نبی اس خلیفہ ہو جا تا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء بہت ہوں گے۔

۳ انا خاتم النبیین لانبی بعدی (مسلم) ترجمہ: میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ان تینوں آحادیث میں صاف طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منصب ختم نبوۃ سے متعلق فرمایا کہ میں تمام مخلوق کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں اور میرے وجود کے ساتھ سلسلہ نبوت ختم کیا گیا اور سابقہ قوموں میں سے بنی اسرائیل کا تذکرہ کرتے ہوں فرمایا کہ ان کی سیاست (قیادت) انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا اس کے بعد دوسرا نبی بھیج دیا جا تا میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہاں خلفاء بہت ہوں گے۔ اس عنوان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً دوصد احادیث مسلمانوں کے پاس موجود ہیں جن کے پیش نظر مسلمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلسلہ نبوت کا آخری نبی ورسول مانتے ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی ورسول مبعوث نہ ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں حضور علیہ السلام کے بعد کئی افراد نے نبوت ورسالت کے دعوے کیے حتیٰ کہ حضور علیہ السلام ابھی دنیا میں حیات تھے کہ مسلیمہ کذاب اور اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ ان کے ساتھ اہل اسلام کی جنگیں ہوئیں ان کو نیست ونابود کیا گیا مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے نبوت ورسالت کے ان دعوے داروں کو فی النار کیا اس سے اب تک کئی افراد نے دعوے کیے مگر مسلمانوں نے اپنے عقیدہ کو نہ چھوڑا اور اب تک مسلمان اسی عقیدہ ختم نبوت کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔ اللہ کے آخری نبی ورسول کی شریعت کو اپنا دین اور آپ پر اترنے والی اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب پر عمل پیرا ہیں جو دنیا وعقبیٰ کی کامیابی کی ضمانت ہے مگر آج کے دور میں ماضی کی طرح ایک طبقہ مسلمانوں کے اس عقیدہ کے برعکس خیال رکھتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد بھی نبوت جاری ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہیں اور رسول ہیں اور اپنے تصورات وتخیلات کو مختلف شبہات ووساوس اور رکیک تاویلات کے سہارے چلایا جا رہا ہے۔ علماء اسلام شروع دن سے ہی ان کے ان تخیلات فاسدہ کا رد کرتے اور ان کے کفریات کو چاک کرتے چلے آرہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی قرآن وحدیث کی روشنی میں راہنمائی کرتے چلے آرہے ہیں اور اس گروہ کے تخیلات فاسدہ کی زد میں آنے والی ایک آیت ذیل ہے جس کو وہ اپنے خیالات فاسدہ اجرائے نبوت پر پیش کرتے اور اپنے تخیلات کا سہارا بناتے چلے آرہے ہیں علماء اسلام نے اس آیت کو ان کے تخیلات کے گردوغبار سے مکمل پاک صاف کر دیا کہ کسی طریقے سے بھی یہ آیت اس گروہ کے خیالات کی زد میں نہیں آسکتی۔ اور وہ آیت قرآنیہ ربانیہ یہ ہے۔

یٰبَنِیٓ آدم امایاتینکم رسل منکم (سورۃ اعراف:۳۵)

قادیانی کہتے ہیں کہ اس آیت میں بنی آدم مخاطب ہے اور بنی آدم سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تمہارے پاس رسول

آئیں تو بنی آدم جب موجود ہیں اس وقت رسول کا آنا بھی ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ:

اس آیت سے اگر قادیانی اجراءِ نبوت پر دلیل پکڑتے ہیں تو کیسے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا مگر اس نے اپنی نبوت پر اس آیت سے استدلال نہ کیا نبوت کے دعویدار کو تو اس آیت سے اپنی نبوت کے دلیل بنانے کا علم نہ ہوا کہ یہ بھی نبوت کے اجراء پر دلیل ہے لیکن اس کے امتی کو پتہ چل گیا تو اس سے تو یہ پتہ چلا کہ جس نبی کا علم اپنے امتی سے ناقص ہے وہ اس کا نبی کیسے بن سکتا ہے کہ نبی کا علم تو اب سے اعلیٰ اور اکمل ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ:

اس آیت میں کونسا لفظ ہے جو اجراءِ نبوت پر دلیل بننے کا سبب ہے۔ اگر تو لفظ رسل ہے جیسے کہ یقینی طور پر یہی محسوس ہو رہا ہے تو رسل کا معنیٰ تو سمجھیں اور وہ بھی ہمارے سے نہیں بلکہ اپنے مرشد اور رہنما مرزا قادیانی سے وہ تحریر کرتے ہیں: ”کہ رسولوں سے مراد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول ہوں یا محدث ہوں“ (روحانی خزائن: ص:۴۱۹، ج:۱۴)

جب مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ رسول صرف رسول اور نبی کو نہیں کہتے بلکہ محدث اور مجدد کو بھی رسول کہتے ہیں تو یقیناً اس آیت کے مطابق محدث اور مجدد قیامت تک امت کی راہنمائی کرنے کے لیے آتے رہیں گے اس آیت میں رسول سے مراد نبی لینا قطعاً درست نہیں دوسری آیت قرآنیہ اور احادیث رسول اس کی مانع ہیں نیز اگر اس آیت سے ”جب تک اولاد آدم ہے اس وقت تک نبی و رسول آتے رہیں گے“ کا اگر کوئی ذکر ہے تو آج نسل انسانی انتہائی خطرناک حد تک پریشانیوں کے دلدل میں پھنس چکی ہے انسانیت کا کوئی وارث نہیں ہے ظلم و ستم عروج پر ہے کسی کی عزت و آبرو چار دیواری کے اندر بھی محفوظ نہیں ہے ہر طرف ردقانونیت کا دور دورہ ہے لیکن کوئی نبی نہیں آرہا تو پھر کب نبی و رسول آئے گا۔ ہاں اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کبھی بھی کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی رسول نہ کوئی ظلی نہ بروزی آج کی پریشانیوں کا حل اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں ہی ہوگا۔

قارئین محترم قادیانیوں کے اس تخیل ”کہ جب تک اولاد آدم ہے جب تک نبی آتے رہیں گے“ اس کا جواب مکمل آپ کے پاس پہنچ چکا جس سے کھل کر بات سامنے آگئی کہ ان کی تخیل میں وزن نہیں بلکہ تخیل کی بنیاد فسادِ عقل کے غبار پر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ دسویں ہجری کے مشہور و معروف مفسر علامہ جلال الدین سیوطی مرحوم نے اپنی تفسیر درمنشور میں اس آیت کے تحت یوں تحریر فرمایا ہے **اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلھی قال ان اللہ تبارک و تعالیٰ جعل آدم و ذریتہ فی کفہ فقال یا بنی آدم امایا تینکم رسل منکم یقصون علیکم آیتی**

فمن اتقیٰ ۔(ترجمہ)ابو یسار سلمی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اوران کی اولاد کو اپنے دست قدرت میں لیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے بنی آدم اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں ......(الخ) تو گویا کہ مرزائی استدلال کی اس جگہ قطعاً کوئی گنجائش ہی نہیں کہ اس روایت کے مطابق تو اس آیت کا تعلق عالم ارواح کے ساتھ ہوا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو مخاطب کر کے اس طرح فرمایا تھا تو پھر اس آیت سے مرزائیوں کا استدلال ان کے طریقہ پر کیسے قبول کیا جاسکتا ہے۔ لیکن انھوں نے اپنی بات کو قطعاً غلط نہیں کہنا کہ ان کے دھرم کی بنیاد امت محمد یہ مخالفت ہی پر قائم ہے۔

معراج نبوی اور تعلیمات اسلام:

آپ کا زمانہ نبوت شروع ہوا تو طرح طرح کی تکلیفوں اور پریشانیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر رہے جو لوگ صادق وامین کے لقب سے پکارتے اور یاد کرتے تھے وہ سارے کے سارے دشمن ہوگئے اپنے پرائے سبھی دشمنی میں ایک ہوگئے کوئی کسی وقت پتھر مار رہا ہے تو کوئی گندگی سے بھری اوجھری آپ پر ڈال رہا ہے کسی نے گلے میں کپڑا ڈال کر گلا دبایا ہوا ہے قتل کی دھمکیاں خاندانی تعلقات منقطع کیے جارہے ہیں کھانے میں زہر دے کر مارنے کی تدبیریں کی جارہی ہیں سفر طائف اس سلسلہ کی انتہائی اندوہناک کہانی ہے بے عزت کیا جارہا ہے۔ مذاق اڑایا جارہا ہے معاذ اللہ جھوٹا کہا جارہا ہے۔جس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف معراج بخشا اور عظمتوں، بلندیوں سے نوازا کہ اس سے زیادہ بلندی کا کوئی تصور ہی نہیں۔ایک رات جبرئیل ایک سواری براق لیکر حاضر ہوئے جو گدھے سے بڑی اور خچر سے چھوٹی سفید کی رنگ زین ولگام سے آراستہ برق رفتار اتنی کہ جہاں نظر پڑتی وہیں قدم رکھتی روایات کے مطابق جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہونے لگے تو سواری نے کچھ شوخی کی جس پر جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے براق یہ کیسی شوخی ہے حضور علیہ السلام جو کائنات میں سب سے زیادہ محترم ہیں تیرے پر سوار ہو رہے ہیں یہ سن کر براق شرم سے پسینہ پسینہ ہوگئی اس پر سوار ہو کر آپ بیت المقدس مسجد اقصی کی طرف روانہ ہوئے بیت المقدس پہنچے تو سواری باندھ دی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں داخل ہوئے تھوڑی دیر میں بہت سے لوگ بیت المقدس میں جمع ہوگئے ایک موذن نے اذان کہی اور تکبیر پڑھی سارے لوگ صفیں باندھ کر کھڑے ہوگئے اور جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا مصلے پر امامت کے لیے آگے کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کے فرائض انجام دیئے سبھی لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی نماز کے اختتام پر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کو معلوم ہے آپنے کن لوگوں کو نماز پڑھائی اور کہا کہ یہ حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے انبیاء ورسل تھے جنھوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے بیت المقدس میں منعقدہ کائنات کی سب سے بڑی تقریب سے فارغ ہوں تو ایک سیڑھی کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آسمان پر تشریف لے گئے جب آسمان پر پہنچے تو دروازہ کھولنے والوں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا میرے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ہیں پھر انھوں نے کہا کہ کیا ان کو لانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم کیا تھا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں جس پر آسمان کے فرشتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہا اس طرح دوسرے، تیسرے آسمان بلکہ ساتوں آسمان عبور کر کے سدرۃ المنتہیٰ پہنچے آپ کو حوض کوثر دکھایا گیا بہت المعمور جو عین بیت اللہ کے مقابل اوپر واقع ہے جو فرشتوں کا قبلہ ہے۔ دکھایا گیا ان کے علاوہ کئی مشاہدات ہوئے پھر ایک رفرف (جھولا یا تخت) لایا گیا جس پر آپ کو بٹھا کر جبریل علیہ السلام نے اوپر ساتھ جانے سے معذوری ظاہر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام کو وہیں چھوڑ کر رفرف پر بیٹھے عظمتوں بلندیوں کو چھوتے ہوئے ایسی جگہ پر پہنچے جہاں احکام الٰہیہ اور تقادیر ربانیہ کی کتابت ہو رہی تھی پھر عظمت کے ایسے بلند مقام پر پہنچے جہاں فرشتوں کی سنی جانے والی آوازیں بھی منقطع ہو گئیں اور مقام قرب میں عرش کے قریب پہنچے اس قرب کا منظر قرآن مجید نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔ **ثم دنیٰ فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الیٰ عبدہ ما اوحی** (سورۃ نجم: ۸، ۹، ۱۰) ترجمہ: پھر وہ نزدیک ہوا پھر اور نزدیک ہوا یہاں تک کہ دو کانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ تب وحی بھیجی اپنے بندے کی طرف جو کچھ وحی اس کو فرمانا تھی۔ لقاء خداوندی اور کلام خداوندی سے مشرف ہوں۔ آپ پانچ نمازیں فرض کی گئیں بعد ازاں ساتوں آسمانوں سے واپسی بیت المقدس میں ہوئی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری براق پر سوار ہو کر مکہ معظّمہ میں صبح سے پہلے پہنچے مکہ معظّمہ سے بیت المقدس تک سفر کو سیرت نگار اسراء سے تعبیر کرتے ہیں اور بیت المقدس سے سات آسمانوں کا سفر سدرۃ المنتہی لقاء خداوندی تک کے سفر کو معراج کہتے ہیں بسا اوقات سارے سفر کو اسراء یا معراج سے بھی تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ عظمتوں، بلندیوں پر لے جانا اور اس سارے سفر کا مقصد اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عجائبات قدرت دکھانا تھے قرآن مجید میں مکہ معظّمہ سے بیت المقدس تک کے سفر کو اختصار کے ساتھ سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں بیان کیا گیا ہے مگر راستہ کے تمام مشاہدات کو احادیث رسول صلی اللہ علیہوسلم میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ایسے ہی بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں میں انبیاء و رسل علیہم اسلام سے ملاقاتیں، حوض کوثر کا دیکھنا جنت دوزخ کا مشاہدہ نماز پنجگانہ کا فرض ہونا بھی احادیث رسول علیہ السلام میں موجود ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصبح مکہ میں تشریف فرما تھے کہ ابوجہل کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گزر ہوا اور از راہ تمسخر کہنے لگا کہ آج کوئی ہے نئی بات تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں نئی بات یہ ہے کہ میں راتوں رات مکہ سے بیت المقدس اور پھر ساتوں آسمانوں کی سیر کر کے واپس آیا ہوں ابوجہل کہنے لگا کہ اگر میں آپ کی قوم کو بلاؤں تو ان کے سامنے بھی یہ بات کہنے کے لیے تیار ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا بالکل تیار ہوں ابوجہل نے لوگوں کو بلایا مجلس بھر گئی ابوجہل نے کہا جو کچھ آپ نے مجھے بتایا ہے ان کو بھی بتا دو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا واقعہ معراج بتا دیا مگر لوگ تعجب سے سر پر ہاتھ رکھ کر جھٹلانے لگے بعض لوگوں نے مذاق اور تمسخر کرتے ہوتالیاں بھی بجائیں بعض لوگ حیرت زدہ ہو کر کہنے لگے کیا آپ بیت المقدس کے نشانات وعلامات بتا سکتے ہیں۔ حضور علیہ السلام چونکہ چند لمحوں کے لیے ہی تو بیت المقدس گئے تھے حضور علیہ

السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس کا نقشہ کر دیا لوگ علامتیں پوچھتے جاتے تھے اور میں دیکھ دیکھ کر بتاتا جاتا تھا جو لوگ بیت المقدس کو بخوبی دیکھنے والے تھے کہنے لگے یہ نشانات تو صحیح ہیں اسی محفل سے کفار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچے اور جو کچھ سنا تھا واقعہ معراج جا کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتایا جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یقیناً میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو لوگوں نے کہا کہ آپ نے کیسے تصدیق کر دی کوئی بھلا اتنے وقت میں اتنا سفر کر سکتا ہے مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''میں تو اس سے بھی بڑی باتوں کی تصدیق کرتا ہوں'' اسی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اسی دن سے صدیق کا لقب عطاء ہوا اور ابوبکر صدیقؓ کہلائے اس واقعہ معراج کو سن کر کئی نومسلم واپس کفر میں پلٹ گئے اور ارتداد کی وادی میں جا گرے کہ ان کی عقل کام نہ کر سکی اور تصدیق نہ کر سکے۔

یہ اسراء اور معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی طور پر ہوا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اسراء کہتے ہیں رات کے چلنے کو جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رات کے وقت قوم بنی اسرائیل کو لے کر چلنے کے لیے ان لفظوں میں فرمایا: **اوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی انکم متبعون** (سورۃ شعراء:۵۲) ترجمہ: ہم نے وحی کی موسیٰ کی طرف کہ راتوں رات نکل جاؤ میرے بندوں کو لے کر بے شک تمہارا پوری طرح پیچھا کیا جائے گا۔

ایسے ہی لوط علیہ السلام کو بھی اپنے ساتھ ایمان والوں کو راتوں رات لے کر بستی سے نکلنے کا حکم ان لفظوں میں قرآن مجید میں محفوظ ہے: **فاسر باھلک بقطع من اللیل** (سورۃ حجر:۶۵)۔ ترجمہ: پس آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر چلے جایئے۔

دونوں واقعات میں چونکہ رات کو چلنے کا حکم ہوا ہے تو لفظ ''اسر'' کا استعمال ہوا ہے اسی طریقہ سے اپنے نبی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ اسراء رات کے ایک حصہ میں کرائی تو یہاں بھی لفظ اَسْریٰ ہی استعمال ہوا کیونکہ رات کے چلنے کو اسراء ہی کہا جاتا ہے آدمی جو نیند کی حالت میں خواب دیکھتا ہے اس کو اسراء نہیں کہتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ''عبد'' کا لفظ روح مع الجسم دونوں پر بولا جاتا ہے۔ ''عبد'' کا لفظ قرآن مجید میں کہیں بھی صرف روح پر نہیں بولا گیا۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے **ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا**۔ (سورۃ بقرہ:۲۳) ترجمہ: اگر تم اس قرآن کے بارے میں ذرہ بھی شک ہے میں ہو جو ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا ہے۔

تبرک الذی نزلنا الفرقان علی عبدہ۔ ترجمہ: بڑی برکت والی ہے وہ ذات جس نے نازل کیا فیصلہ کرنے والی کتاب کو اپنے بندے پر۔

انه لما قام عبداللّٰه یدعوہ (سورۃ جن:۱۹)۔ترجمہ: جب کھڑا ہوتا ہے بندہ اللہ کا اسی کو پکارنے کے لیے۔

ذکر رحمتک عبدہ ذکریا (سورۃ مریم:۲) ترجمہ: ذکر ہے تیرے رب کی رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی۔

تو ایسے ہی حضور علیہ السلام کے اس واقعہ معراج میں بھی عبد کا ذکر ہے۔

سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ

اس آیت میں لفظ اسرٰی بھی ہے اور لفظ عبد بھی ہے اور یہ دونوں لفظ ہوتے ہوئے پھر بھی واقعہ معراج کے جسمانی ہونے کا انکار کرنا قرآنی رموز سے جہالت عدم واقفیت یا درپردہ انکار ہے جو کفر ہے۔

اس لیے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ یہ اسرا اور معراج آپ کا جسمانی تھا۔اسی پر امت محمدیہ کے تمام طبقات صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محدثین متفق چلے آرہے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو معراج بحالت بیداری روح مع الجسم ہوا باقی رہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب یہ روایت کہ: **مافقدت جسد رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم ولکن الله اسرٰی بروحه** ۔ترجمہ: یعنی معراج میں میرے پاس سے آنحضرت کا جسم غائب نہیں ہوا لیکن اللہ نے آپ کی روح کو سیر کرائی۔اس پر اتنی بات ہی کافی ہے کہ معراج (مکہ شریف میں) ہجرت سے تین سال یا پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کی شادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں جا کر ہوئی، جو ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے تو پھر اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کی طرف یہ روایت منسوب کرنا کیسے درست اور صحیح قرار دی جاسکتی ہے۔ ویسے یہ روایت منقطع اور موضوع روایات میں سے ہے لیکن قادیانی حضرات کی آج تک ہمیں تو سمجھ نہیں آئی کہ ان کے پاس جو عقل اور دماغ ہے وہ کس کام کا، صحیح بات سمجھنے کی طرف توجہ ہی نہیں ہے اب یہی معراج کی بات کو ہی کسوٹی بنالیں قرآنی تعلیمات واضح طور پر حضور علیہ السلام کے معراج کو جسمانی قرار دے رہی ہیں۔احادیث رسول کا بیان بھی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوا تھا اور احادیث معراج احادیث متواترہ ہیں پورے اصحاب رسول اس بات پر متفق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوا پوری امت محمدیہؐ کے تمام طبقات صحابہ، تابعین، تبع تابعین، مفسرین و محدثین آپ علیہ السلام کے معراج کو معراج جسمانی ہی لکھتے چلے آرہے ہیں مگر قادیانی لوگ اس کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی کا انکار کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور معراج جسمانی کے انکار پر'' وہ روایت جسے پوری امت کے محدثین موضوع قرار دے چکے ہیں'' کو سہارا بنایا ہوا ہے۔قرآن کی واضح تعلیمات، احادیث متواترہ، پوری امت محمدیہ کے تمام طبقات صحابہ، تابعین مفسرین و محدثین سے ملی ہوئی روشنی کو چھوڑ کر اپنی اندھیر نگری میں بسیرا کر رہے ہیں، کہتے ہیں کسی شخص نے ایک واعظ سے سنا کہ تہجد پڑھنے سے چہرے پر نور آجاتا ہے رات کے آخری حصہ کو اٹھا وضو کرنے کے لیے پانی نہ ملا تیمّم کرنے کی غرض سے مٹی پر (جو اصل میں گھر میں پڑا ہوا روٹی پکانے والا توا تھا) ہاتھ مار کر تیمّم کیا تہجد گزاری صبح

اٹھ کر بیوی سے پوچھنے لگا کہ میرے چہرے پر نور آ گیا ہے۔ بیوی بولی اگر تو نور کا لے، سیاہ رنگ کا ہے پھر تو نور کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔

اسی طریقہ سے اگر تو اسلام نام خدا اور رسول علیہ السلام کی طرف سے ملی ہوئی روشنی جو قرآن وحدیث کی صورت میں مسلمانوں کے پاس موجود ہے تو اس روشنی میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جسمانی ہے اور اسی روشنی میں پوری امت محمدیہ اب تک چلی آ رہی ہے تو پھر قادیانی اپنے بارے فیصلہ کریں کہ اس روشنی کو چھوڑ کر کہیں اپنے پیدا کردہ اندھیرے میں تو اوندھے گرے ہوئے نہیں ہیں۔ ایسے ہی آیت قرآنیہ **وما جعلنا الرویاالتی ارینک الافتنۃ للناس** (سورۃ بنی اسرائیل:) ۔ میں لفظ الرویا سے استدلال کہ معراج ایک خواب تھا۔ کیا اس آیت میں الرویا سے خواب مراد لینا درست ہے؟ امت محمدیہ کے سب سے بڑے مفسر اور شاگرد رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بخاری شریف میں موجود روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت میں رویا سے مراد خواب نہیں بلکہ ظاہری آنکھ سے دیکھنا ہے الفاظ حدیث یوں ہیں **عن ابن عباس وما جعلنا الرویاالتی ارینک الافتنۃ للناس قال ھی رویاعین اریھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری** (بخاری جلد:۲،ص:۶۴۶)۔

''**ھی عین اریھا** ''اس کا کسی عربی دان سے ترجمہ کروالیں کہ **عین اریھا** کا معنی خواب ہے یا آنکھ سے دیکھنا ہے جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اسراء کی رات میں آنکھ سے دیکھنا معنی کر رہے ہے تو پھر اور کون ہے اور اس کی سیدنا ابن عباس کی مقابلہ میں کیا حیثیت ہے۔؟ جو اس جگہ رویا معنی خواب کرے اور مراد معراج کی رات لے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان روشنی ہے اس کا مقابل اندھیرا ہے۔ قادیانی فیصلہ کریں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دی ہوئی روشنی کو قبول کرنا ہے یا اندھیرے کو ہی پسند کرنا کسی کی طرح ان کی بھی عادت لازمہ بن چکی ہے۔

قارئین یہ تھے چند سوال جو گذشتہ ۱۲؍ ربیع الاول جامع مسجد احرار چناب نگر میں منعقد ہونے والی کانفرنس کے موقع پر ایک کرم فرما کے ذریعہ موصول ہوئے اور یہ وہی سوال ہیں جو عموماً قادیانی عام مسلمانوں سے مختلف انداز میں کرتے رہتے ہیں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ امید ہے کہ قارئین کو ضرور نفع ہوگا (ان شاء اللہ)۔

آخری بات مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات کا نام اسلام نہیں ہے بلکہ اسلام نام ہے قرآن وحدیث کی تعلیمات کا اور قرآن وحدیث کے اس معنی مفہوم کا نام اسلام ہے جو اصحاب رسول علیہم الرضوان سے تمام امت محمدیہ مانتی چلی آ رہی ہے قرآن و حدیث کا نام لے کر امت محمدیہ کے متفقہ بیان کردہ معانی ومفاہیم کو چھوڑ کر کوئی اور معنی مفہوم پیش کرنے کا نام اسلام نہیں ہے اس لیے الفاظ قرآن اور حدیث کے ہوں اس کا معنی مفہوم مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان کردہ ہو اس کو اسلام کیسے کہا جا سکتا ہے۔ اس لیے خبردار رہیں دھوکہ میں نہ آئیں الفاظ قرآن وحدیث کے ہیں تو معنی مفہوم بھی خود پیغمبر اسلام یا آپ کی تیار کردہ جماعت اصحاب رسول کا بیان کردہ ہوگا تب تو روشنی، راہ ہدایت، جنت اور کامیابی کا راستہ ہے وگرنہ کفر، لہٰذا اس سے بچیں۔

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب: جناب غلام احمد پرویز کی فکر کا علمی جائزہ مرتب: شکیل عثمانی ضخامت: ۶ ۷ اصفحات

اہتمام: نشریات، ملنے کا پتہ: کتاب سرائے، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور (مبصر: صبیح ہمدانی)

غلام احمد پرویز صاحب برِّ صغیر پاک و ہند میں انحراف کی تاریخ کا ایک اہم نام ہیں۔ اگر چہ ان کی معنویت اور تطبیق آج کے دور میں اتنی اہم نہیں رہی لیکن ملکِ عزیز پاکستان میں اعتقادی و عملی گمراہی ایک طویل عرصہ تک اس فکر کی ہی مرہونِ منت رہی ہے۔ اہلِ اقتدار اور پاکستانی معاشرے کے اونچے طبقے کے لوگوں کو اس فکر میں ہمیشہ اپنی دلچسپی کا سامان ملتا رہا ہے۔ چنانچہ آج بھی پاکستان کی ملت اسلامیہ اگر اس فکر اور اس کے بعض منتجات (مثلاً عائلی قوانین وغیرہ) سے دوچار ہے تو اس کی سب سے بڑی وجہ اربابِ اقتدار و اختیار کی جانب سے اس فکر کی سرپرستی ہے۔ پرویز صاحب کی فکر پہلو دار ہے؛ مثلاً ان کے ہاں انکارِ حدیث ہے، تفسیر بالرائے ہے، مغرب کی اسلام کاری ہے، سوشلزم سے تأثُّر ہے اور سب سے بڑھ کر طاقت وقوّت کی دائمی موافقت و ہمنوائی ہے۔ زیرِ نظر کتاب پرویز صاحب کی فکر کے انھی مختلف گوشوں کے حوالے سے متعدّد موضوعات کا مجموعہ ہے، جسے ہمارے دیرینہ مہربان جناب شکیل عثمانی نے مرتب کیا ہے۔ کتاب میں ان کا اپنا ایک مضمون؛ بعنوان: ''پرویز صاحب اور طلوعِ اسلام کا سیاسی کردار'' بھی شامل ہے۔

محترم شکیل عثمانی، علم وتحقیق کا ذوق رکھنے والے صاحبِ قلم ہیں۔ زیرِ نظر کتاب سے پہلے مختلف عنوانات اور موضوعات پر ان کے علمی و تحقیقی مقالات موقّر جرائد ورسائل میں شائع ہوکر اہلِ علم وفضل کی داد وتحسین حاصل کر چکے ہیں۔

اس کتاب میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، پروفیسر خورشید احمد، مولانا قمر احمد عثمانی، ماہر القادری، مولانا امین احسن اصلاحی، ڈاکٹر محمد دین قاسمی، خورشید احمد ندیم اور پروفیسر وارث میر جیسے محترم ومعروف اور مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے اہلِ قلم کے مضامین شامل ہیں۔ یہ مضامین پرویز صاحب کی فکر کے مختلف گوشوں کی تاریکی کو اپنی تحقیق کی روشنی سے مجلّیٰ کرتے ہیں۔ کتاب اپنی اس حیثیت میں بہت حد تک متوازن اور جامع ہے کہ اس میں حیلہ ہائے پرویزی کے مختلف بھاری پتھروں کے ساتھ بہت عمدگی سے فریضۂ کوہکنی سرانجام دیا گیا ہے۔ البتہ پرویز صاحب کی فکر کے تاریخی پس منظر اور علمی شجرۂ نسب نیز اس کی بنیادی ضلالاتِ اعتقادیہ وفکریہ کا ایک فلسفیانہ ومتکلمانہ جائزہ اس کتاب میں ایزاد کیا جاسکتا ہے۔

اشاعت عمدہ کاغذ، مضبوط جلد بندی اور سنجیدہ خوب صورت سرورق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ فاضل مؤلّف اغلاطِ کتابت پر خاص اعتناء کے قائل ہیں، اس لیے کتاب کے شروع میں صحت نامہ (اغلاط نامہ) کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ (یہ ایک ایسی خوبی ہے جو آج کل کی کتب میں تقریباً نایاب ہے)۔

حافظ ارشاد احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

عبدالمنان معاویہ

یادگارِ اسلاف، محقق، عالم دین، مصنف کتب کثیرہ، قافلۂ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے فرد فرید، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ وحافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستیؒ اور محقق اہلِ سنت مولانا سید احمد شاہ چوکیرویؒ کے شاگرد رشید، امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کے شیدائی، جانشین امیر شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ کے فدائی، حضرت مولانا حافظ حکیم ارشاد احمد دیوبندی 6 صفر المظفر 1438ھ مطابق 7 نومبر 2016ء بروز سوموار کو جہان فانی سے دار باقی کی طرف کوچ کر گئے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

حضرت مولانا ارشاد احمد دیوبندیؒ 19 رمضان المبارک 1352ھ، جنوری 1934ء، بروز جمعۃ المبارک بوقت صبح صادق بستی گوپانگ بلوچ، ظاہر پیر میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام حاجی عبداللہ گوپانگ تھا، حاجی عبداللہؒ گوپانگ زاہد ومتقی انسان تھے اور بانی دین پور شریف، ولی کامل پیر طریقت حضرت خلیفہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مرید صادق تھے، انہوں نے بچے کی پیدائش پر اپنے مرشد حضرت خلیفہ غلام محمد سے بچے کے لیے دعا بھی کروائی اور نام رکھنے کی فرمائش کی، انھوں نے بچے کا نام ''ارشاد احمد'' تجویز فرمایا۔

مولانا حافظ ارشاد احمد دیوبندیؒ نے قرآن کریم دین پور شریف میں مشہور استاد میاں جی رحمہ اللہ کے پاس حفظ کیا۔ آپ کا آخری سبق برکت کے لیے جانشین شیخ الہندؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے پڑھایا۔ اسی دوران حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے نام پوچھا، جب آپ نے نام ''ارشاد احمد'' بتایا تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں ارشاد احمد نہیں، تم ''ارشاد احمد دیوبندی'' ہو، جب سے اپنے وصیت نامہ کی تحریر تک آپ اپنا نام ''حافظ ارشاد احمد دیوبندی'' ہی لکھتے رہے۔

حفظ قرآن کریم کے بعد آپ باقاعدہ مجلس احرار اسلام ہند کے رکن بن گئے، آپ نے خود تحریر فرمایا کہ: ''مجھے بچپن سے قائدین مجلس احرار اسلام کے ساتھ قلبی لگاؤ اور دلی اُنس تھا، مجلس احرار اسلام میں شمولیت سے میرے اندر خود بخود ایک قدرتی انقلاب پیدا ہوا، میری زندگی کا اصل کارنامہ اسی زندگی میں پوشیدہ ہے۔ قائدین احرار کے ساتھ میرے حقیقی قلبی روابط قائم رہے''۔

حفظ قرآن کریم کے بعد آپ نے گلستاں اور بوستاں اپنے والد ماجد سے پڑھیں پھر مُحسن آباد مضافات ظاہر پیر میں مولانا غلام احمد صاحب گجراتی رحمہ اللہ سے ابتدائی کتب صرف ونحو سے لے کر مشکوٰۃ شریف تک پڑھیں، جب آپ نے مشکوٰۃ شریف ختم کی تو اپنے والد ماجد کے ساتھ سعادت حج کی غرض سے سرزمین حجاز کی جانب آپ کا پہلا سفر ہوا، جب وہاں سے واپسی ہوئی تو تحریک ختم نبوت 1953ء چل رہی تھی گرفتاریوں کا سلسلہ زوروں پر تھا آپ نے عارف باللہ

حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری رحمتہ اللہ علیہ سے دعا کروائی اور کراچی کا ٹکٹ لیا لیکن خان پور ریلوے پولیس نے خان پور میں ہی گرفتار کرلیا اور پھر ''خان پور، رحیم یار خان، سکھر، بہاول پور اور کراچی کی جیلوں میں کم وبیش پانچ ماہ گزارے، آپ نے ایام ہائے قید وبند میں درس قرآن کریم کا سلسلہ بعد نماز فجر شروع کردیا، سکھر جیل میں آپ کو امام الاولیاء، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری علیہ الرحمہ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمہ ودیگر کئی اکابر علماء کی صحبت نصیب ہوئی۔

جیل سے رہائی کے بعد آپؒ نے مخزن العلوم خان پور میں حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی علیہ الرحمہ کے پاس دورہ حدیث شریف کے لیے داخلہ لیا دورہ حدیث حضرت درخواستی علیہ الرحمہ سے کیا، دورہ تفسیر بھی آپ نے اسی سال حضرت درخواستی علیہ الرحمہ سے کیا، دورہ حدیث شریف والے سال آپؒ نے ''مرزائیت سے بچو'' نامی ایک اشتہار چھپوایا، ایک روز بخاری شریف کا سبق ہورہا تھا کہ پولیس ہتھکڑی لیے آپہنچی، تو حضرت درخواستی علیہ الرحمہ نے فہم وفراست سے پولیس کو واپس بھیج دیا اور حافظ ارشاد احمد دیوبندیؒ سے کہا کہ فی الحال مدرسہ سے کسی اور جگہ چلے جاؤ، تو حافظ صاحب نے یہ عرصہ ہالیجی شریف سندھ میں ولی کامل حضرت مولانا حماد اللہ علیہ الرحمہ کے پاس بسر کیا، حافظ صاحب خود رقم طراز ہیں کہ: ''جب اس واقعہ کی اطلاع سیدنا حضرت امیر شریعت نور اللہ مرقدہ کو ہوئی تو انھوں نے از راہ شفقت مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری علیہ الرحمہ اور علامہ ارشد بہاولپوری مدیر روزنامہ کائنات بہاولپور کے ذریعے مقدمہ مکمل طور پر ختم کرادیا''۔

1956ء میں آپ نے حافظ الحدیث حضرت درخواستی رحمہ اللہ کے پاس دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی، 1985ء میں آپ نے شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمتہ اللہ علیہ سے دورہ تفسیر پڑھا، آپ کو تین اکابر علماء سے تفسیر قرآن کریم پڑھنے کی سعادت ملی'' حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ اور شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالغنی جاجروی رحمہ اللہ، حضرت حافظ صاحب مرحوم مغفور نے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ کے ہاں دورۂ تفسیر ضرور کیا لیکن اس اختلافی مسئلہ میں جو جمعیت اشاعۃ التوحید والسنہ اور علمائے دیوبند میں واقع ہے وہ علمائے دیوبند کے ساتھ تھے۔

اسی طرح ایک بار فرمانے لگے کہ میں جب مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ کے پاس دورۂ تفسیر پڑھنے کے لیے گیا تو حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کا تعارفی خط میرے ہمراہ تھا۔ تو شیخ القرآن اس خط کی وجہ سے میرا کھانا اپنے گھر سے بھیجا کرتے تھے، جب بھی ان سے نشست ہوتی تو بزرگوں کے حالات وواقعات سننے کو ملتے۔

حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی ایماء سے ہی آپ نے امام اہل سنت حضرت مولانا سید احمد شاہ چوکیروی علیہ الرحمہ سے دورہ ردرفض پڑھا۔ حضرت مولانا احمد شاہ چوکیروی رحمہ اللہ سے پڑھنے کا واقعہ آپؒ نے راقم کو خود سنایا کہ: ''ایک بار امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کہا کہ ''حافظ ارشاد تمہیں صحابہ کرامؓ سے خصوصی لگاؤ ہے تم جاؤ احمد شاہ چوکیروی سے ردرفض پر پڑھ کر آؤ'' اور شاہ جیؒ نے امام اہلسنت سید احمد شاہ چوکیرویؒ کے نام خط بھی لکھ دیا، اور یوں مجھے ان کا ہاں

داخلہ مل گیا“۔

حضرت مولانا ارشاد احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف مجھے ماہنامہ خلافت راشدہ فیصل آباد میں شائع ہونے والے ان کے مضامین سے ہوا پھر پتہ چلا کہ وہ ظاہر پیر سے ہیں۔ ایک روز ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوا وہ اس پیار ومحبت سے ملے کہ میں حیران رہ گیا کہ پہلی ملاقات میں یوں لگ رہا تھا جیسے برسوں کا تعلق ہو۔ میں ان کی خدمت میں ہر ماہ ایک آدھ بار ضرور حاضر ہوتا اگر نہ جاتا تو ان کا مکتوب یا کال آجاتی کہ وہ بھی منتظر ہیں۔ اور یوں میں ان کی محبت میں اسیر ہوتا چلا گیا میں مضمون لکھتا تو ماہنامہ خلافت راشدہ میں بھیجنے سے قبل انھیں بھیج کر ان کی رائے طلب کرتا تاکہ اشاعت سے قبل اصلاح ہو جائے کبھی تو وہ کوئی جملہ حذف فرما دیتے اور کبھی میری حوصلہ افزائی کے لیے مضمون کو جوں کا توں رہنے دیتے اور بھرپور تعریف فرماتے۔ ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ: ”آں عزیز کا مکتوب گرامی مع مضمون ”امت مسلمہ میں انتشار پیدا کرنے والے گروہ کی نشاندہی“ ملا ہے ماشاء اللہ آپ نے اسے کافی محنت بلکہ متعدد کتب کی اوراق گردانی سے اور محنت عظیم سے ترتیب دیا ہے اگرچہ تاریخی واقعات جو آپ نے ایک جگہ جمع کر دیئے ہیں یہ مختلف تاریخی کتب میں بکھرے ہوئے اصحاب علم وادب کے مطالعہ میں ضرور آئے ہونگے مگر الحمد اللہ جس عظیم الشان بہت بہتر اور سلیقہ سے آپ نے ان کو جمع کیا ہے یہ وقت کی ایک بہت اہم ضرورت تھی اللہ تعالیٰ جس سے چاہتا ہے وہ اپنا کام لے لیتا ہے“۔ (16/5/2008 کو یہ خط حضرتؒ نے لکھا)

میرا ایک مضمون ”دفاع صحابہؓ کیوں ضروری ہے..؟“ جو کئی رسالوں میں 2008ء میں شائع ہوا اس کی انہوں نے بہت تعریف کی اور کہا کہ یہ مضمون نقیب ختم نبوت کو بھی ارسال کر دیں۔ میری غیر مطبوعہ کتاب جو ابھی تک مسودہ کی شکل میں ہے ”عالم اسلام کی مظلوم شخصیت سیدنا امام معاویہ رضی اللہ عنہ“ جب مکمل ہوئی تو میں مسودہ حافظ ارشاد احمد دیوبندی رحمہ اللہ کے پاس لے کر حاضر ہوا۔ مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ”مولانا کیا مجھے اس میں حک واضافہ کی اجازت ہے..؟“ میں نے عرض کی کہ حضرت صرف مقدمہ میں تعریف لکھوانا مقصود نہیں بلکہ اصلاح بھی فرما دیں اور لازمی امر ہے کہ اصلاح میں آپ کو حک واضافہ کا پورا پورا حق ہے اور میں بغیر کسی چوں چرا کیے اسے قبول کروں گا۔ تقریباً 15 روز کے بعد مجھے وہ مسودہ ایک بھرپور علمی ومحققانہ مقدمہ کے ساتھ ملا۔ کتاب میں متعدد مقامات پر انہوں نے اصلاح بھی فرمائی۔ مقدمہ ایسا جاندار ہے کہ اگر کوئی شخص صرف مقدمہ پڑھ لے تو اس کے دل سے بغض معاویہ کے جراثیم مر جائیں۔ مقدمہ ارسال فرمانے کے بعد ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ”عزیز محترم! آپ کی کتاب پر مقدمہ حاضر خدمت ہے یہ قدرے طویل بھی ہے اور میرے گرم مزاج کے مطابق تھوڑا سا گرم بھی ہے چیچہ وطنی کے ایک عزیز نے مجھ سے احرار کی توصیف میں ایک نظم کہلوائی تھی جس کا آخری شعر کچھ یوں ہے ؎

وہ لوگ بھی ہیں فرعون جن سے ہے تقابل — ہم لوگ بھی احرار ہیں اب دیکھئے کیا ہو

بہر حال آپ اسے ملاحظہ فرمائیں بلکہ ایک بار دیکھ کر پھر نظر ثانی فرمائیں اور اگر اس کے کسی حصے کی ترمیم واضافہ مناسب سمجھیں تو بندہ عفا اللہ عنہ کے نوٹس میں دے کر اس کا بھی آپ کو اختیار ہے۔ جب کہ میری پوری تاریخ گواہ

ہے کہ آج تک میں اپنے کسی مضمون سے متعلق نہ ترمیم کی اجازت دیتا ہوں نہ ہی اضافہ کی۔ اسے آں محترم صرف اپنی خصوصیت سمجھیے''۔(2/2/2008)

12/2/2008 کو ایک مکتوب تحریر فرمایا اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد یہ عبارت درج تھی ''حق معاویہؓ، برحق معاویہؓ''

ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ''ابتدائیہ میں جو کلمات میرے نام سے منسوب کئے گئے ہیں میں ان کا حامل نہیں ہوں، من آنم کہ من دانم، بس وہی شیخ سعدیؒ والی بات ہے کہ ؎

بگفتا من گلے ناچیز بودم ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہم نشیں درمن اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

الحمدللہ کہ یہ بندہ ناچیز ایک مدت اسلاف علمائے حق کے ساتھ ایک ادنیٰ خادم کے طور پر رہا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔(26/6/2008 کو تحریر کردہ)

ایک بار انہوں نے اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ سے متعلق سوالات لکھ کر دارالعلوم دیوبند اور پاکستان کے چند بڑے دینی اداروں میں حصول فتویٰ کے لیے ارسال کیے دارالعلوم دیوبند اور پاکستان میں سے صرف مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ کے طرف سے جواب موصول ہوا۔ وہ بڑے درد بھرے لہجہ میں اس المیہ کا ذکر کرتے تھے کہ دینی مدارس نے جواب دینا بھی گوارا نہ سمجھا۔ حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ نے جو جواب دیا اس جواب سے وہ متفق نہیں تھے لیکن مفتی صاحب کی تعریف فرماتے تھے کہ انہوں نے ان کے مکتوب کو نظر انداز نہیں کیا۔

یہی سوالات انہوں نے مجھے لکھ کر ارسال کیے تو میں نے انہیں لکھا کہ حضرت یہ تو حضرات مفتیان دین وعلمائے دین کا منصب ہے میں تو ایک طالب علم ہوں ان کا جواب آیا کہ ہر دردمند مسلمان ان سوالات کو پڑھ کر اپنی رائے دے تو میں نے رائے کے ضمن میں چند صفحات لکھ کر ارسال کر دیئے ان کا جوابی مکتوب ملا کہ ''مولانا! آپ کا جواب پڑھ کر دل کو خوشی ہوئی آپ نے دلائل وبراہین کے ساتھ ایسا مدلل جواب تحریر کر دیا ہے کہ دل سے آپ کے لیے دعا گو ہوں'' اس طرح کے کئی مکتوب میرے پاس ان کے محفوظ ہیں۔

حضرت حافظ صاحب مرحوم ومغفور نے تقریباً تیں (۳۰) سے چھتیس (۳۶) کتب ورسائل تصنیف فرمائے، ان میں مشہور ''حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، کاروان اصحاب رسول اللہ علیہم الرضوان، کاروان اسلاف، خلافت سیدنا صدیق اکبرؓ اور تحریک ختم نبوت، المرأۃ المسلمۃ (مسلمان عورت)، تقلید کی حقیقت کیا ہے.؟، طب جسمانی، تحفۃ الموحدین، مسلمانوں کا عروج وزوال تاریخ اسلام کی روشنی میں، کاروانِ دین پور شریف، دنیا کا آخری نجات دہندہ'' ان کے علاوہ بے شمار کتب پر انہوں نے مقدمات وتقریظات تحریر کیں۔ دینی مجلّات ورسائل میں ان کے مضامین اس پر مستزاد ہیں، ان کے مضامین ہفت روزہ چٹان لاہور ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور ہفت روزہ خدام الدین لاہور ہفت روزہ لولاک فیصل آباد، ماہنامہ الاحرار ملتان، ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان، ماہنامہ مخزن العلوم خان پور، ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی، ماہنامہ

الخیر ملتان، ماہنامہ خلافت راشدہ فیصل آباد، ماہنامہ مناقب صحابہؓ فیصل آباد میں شائع ہوتے رہے۔

ان کے اکثر وبیشتر مضامین میں اکابر علمائے دین، بالخصوص حضرات دین پور شریف اور رہنمایانِ احرار خصوصیت کے ساتھ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مورخ اسلام سید الاحرار سید ابومعاویہ ابوذر بخاری، محسن الاحرار سید عطاء المحسن بخاری رحمہم اللہ کا تذکرہ ضرور ملتا ہے۔ وہ ذہنی طور پر کٹر احراری اور تحریری طور پر اصحاب واہل بیت رسولؐ کے مدح سرا تھے۔ ان کے مضامین میں ان کی بہت سی یادداشتیں درج ہوتی تھیں اور اخفاء تاریخ کو وہ اپنے قلم کے ذریعے سے عیاں کردیتے تھے۔ ان کے تجزیے وتبصرے بڑے جاندار ہوتے تھے راقم کی کتاب ''اجمالی نظر'' پر انہوں نے جو تبصرہ کیا وہ ''مجلّہ نظام خلافت راشدہ، خیر پور میرس'' میں شائع ہوا جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ پاکستان کے ایک بڑے عالم دین ان سے ان کی کتاب کا مسودہ چھاپنے کے لیے لے کر گئے لیکن کچھ عرصہ بعد اپنے نام سے کتاب چھاپ دی۔ وہ یہ بتا کر مسکراتے تھے اور فرماتے کہ اگر وہ صاحب مجھ سے اجازت لے لیتے تو میں بخوشی اجازت دے دیتا لیکن انہوں نے بغیر اجازت چھاپ دی کوئی بات نہیں۔ اسی طرح ان کے پاس ایک قدیم بڑی لائبریری تھی جس کا نام انہوں نے مفکر احرار چوھدری افضل حقؒ کے نام پر رکھا ہوا تھا جسے آخر عمر میں ''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین لائبریری'' رکھ دیا تھا۔ اس میں سے بھی بہت سے لوگ کئی کئی جلدوں کی کتابیں پڑھنے کے لیے لے کر جاتے اور واپس نہ کرتے تھے اس طرح کئی نایاب کتب لوگ اٹھا کر لے گئے۔

2009ء میں راقم السطور تلاش معاش کے لیے سعودی عرب چلا گیا۔ وہاں سے بذریعہ موبائل ان سے رابطہ رہا اور خط کتابت بھی ہوتی رہی وہ بھی مجھے سعودی عرب خط لکھتے رہے۔ 2010ء میں میں نے انہیں لکھا کہ اس سال حج کا ارادہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ حج کی شرائط میں تو نہیں لیکن مدینہ منورہ ضرور بالضرور حاضری دینا اور روضۂ رسول ﷺ پر اور حضرات شیخینؓ کے مواجہات کے سامنے میری طرف سے بھی ہدیۂ صلوٰۃ وسلام پیش کردینا۔

نومبر 2014ء میں میری سعودیہ عرب سے مستقل واپسی ہوئی تو میں کراچی سے بذریعہ بس صادق آباد آ گیا۔ وہاں والد صاحب کار لائے ہوئے تھے ہم براستہ ظاہر پیر گھر آ رہے تھے تو میں نے کار ڈرائیور سے کہا ظاہر پیر شہر جانا ہے۔ ہم جب حضرت دیوبندی کے گھر پہنچے تو وہ مل کر بڑے خوش ہوئے۔ ان کے چھوٹے فرزند بھائی غلام اللہ خان کچھ فروٹ لے آئے جس سے انہوں نے ہماری ضیافت کی، کچھ دیر بیٹھ کر میں نے اجازت چاہی۔ حضرت نے دوبارہ آنے کو کہا۔ دو تین بار دوبارہ بھی چکر لگا۔ کچھ عرصہ سے وہ کافی علیل تھے اور ظاہر پیر شہر سے اپنے گاؤں میں منتقل ہوگئے تھے دوبارہ وہاں بھی ان کی زیارت کے لیے جانا ہوا۔ حضرت مرحوم کے بڑے فرزند بھائی عبداللہ حجازی سے موبائل پر کافی دیر بات ہوئی انہوں نے بتایا کہ ''حضرت بڑی خوشی سے اس بات کا تذکرہ کرتے تھے کہ دیکھو عبدالمنان سعودی عرب سے واپسی پر پہلے مجھے ملنے آیا ہے گھر بعد میں گیا''۔

لیکن خانہ خراب ہو فکر معاش کا، کہ میں لاہور میں تھا اور حضرت مولانا حافظ ارشاد احمد دیوبندی ''مدظلہ'' سے ''رحمۃ اللہ علیہ'' کے حق دار ہوگئے انہوں نے تقریباً 82 سال عمر پائی گویا ایک صدی۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضرت مولانا ارشاد احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی کہ: ''میرا مسلک اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کے مسلک حق کی تقلید ہے۔ اسلاف علمائے دیوبند اسلام کے حقیقی ترجمان اور وارث ہیں۔ لہٰذا میرے ورثا حضرات کا فرض منصبی ہے کہ وہ اسلاف علماء دیوبند کے مسلک کے مطابق اپنی مستعار زندگی کے شب و روز گزاریں اور حق کی جماعت کے ساتھ منسلک رہیں۔ اس کے علاوہ دیگر گروہ افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ قرآن وحدیث کی سچی پیروی ہمارا عین ایمان ہے۔ ورنہ انسانی دل ودماغ پر شیطان ڈیرا ڈال دیتا ہے۔ گانے بجانے سے اجتناب اور ٹی وی جو ٹی بی ہے سے بچنا بلکہ بھاگنا اپنا جزو ایمان بنایئے۔ بلکہ ان سے قلبی نفرت کا اظہار برملا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت حفاظت ایمان کی مخلصانہ دعا کا ورد رکھنا چاہیے۔ میری وفات کے بعد جتنا جلد ممکن ہو سکے میری تدفین بڑی عجلت سے کرنی چاہیے۔ میرا جنازہ کوئی موحد مسلمان جو شرک وبدعت کا عملی طور پر باغی ہو وہ امامت کرائے۔ مقتدیوں میں طلبائے کرام کی جماعت کو شرکت کی دعوت ضرور دینی چاہیے۔ نیز میرے عزیز وغیرہ رونے اور بین کرنے سے ہر حال میں اجتناب کریں اور جتنا ہو سکے صبر جمیل کا مظاہرہ کریں اور میرے لیے مغفرت کی خوب مخلصانہ عاجزانہ دعاؤں کا دائماً اہتمام رکھیں۔ کفن نہایت کم قیمت اور بہت ہی سادہ ہونا چاہیے۔ اگر ممکن ہو مسلمانوں کے اجتماعی قبرستان میں دفن کیا جائے۔ ورنہ جہاں جگہ ملے وہیں سہی۔ قبر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کے تحت نہایت ہی سادہ بنائی جائے۔ جس میں پکی اینٹ بالکل استعمال نہ کی جائے۔ والی اللہ ترجع الامور

عزیز و سادہ ہی رہنے دو لوح تربت کو ہمیں مٹے تو یہ نقش ونگار کیا ہوگا

فقط: **افقر الی اللّٰہ الصمد**: فقیر ارشاد احمد دیوبندی عفاء اللہ عنہ مدیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین لائبریری، ظاہر پیر، ضلع رحیم یار خان

شورش کاشمیری رحمہ اللہ نے شاید حافظ ارشاد احمد دیوبندی رحمہ اللہ جیسے بزرگوں کے بارے میں کہا تھا کہ ؎

اس چمن کو پھونک ڈالیں یہ جہاں برہم کریں تا بکے اپنے بزرگوں کا یہاں ماتم کریں
آئے دن رخت سفر باندھے ہوئے جاتے ہیں لوگ اب کہاں تک امتحان دیدہ پرنم کریں
روشنی بجھتی چلی جاتی ہے مہر وماہ کی مرنے والوں سے کہو شوق سفر مدھم کریں
کیسی کیسی صورتیں داغ جدائی دے گئیں اب کہاں سے ڈھونڈ لائیں انہیں کیا ہم کریں
شوق آوارہ ، وفا رسوا ، قضا خنجر بکف اب کسے رہبر کریں اور کسے ہمدم کریں

مسافرانِ آخرت

ادارہ

حاجی غلام رسول نیازی رحمۃ اللہ علیہ: مجلس احرارِ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن حاجی غلام رسول نیازی ۱۱؍ نومبر بروز جمعہ بعمر ۸۸؍ سال فیصل آباد میں انتقال کر گئے۔ مرحوم روزِ اوّل سے احرار کے ساتھ وابستہ تھے۔ آپ مجلس احرارِ اسلام کے سابق صدر صوفی عبدالرحیم نیازی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ ۲۸؍ ستمبر ۱۹۲۸ء کو موسیٰ خیل ضلع میانوالی میں پیدا ہوئے اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد ماجد ایک قابل استاد تھے۔ معروف سیاسی رہنما مولانا کوثر نیازی مرحوم ان کے شاگرد تھے۔ صوفی عبدالرحیم نیازی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچوں سمیت موسیٰ خیل سے فیصل آباد منتقل ہوئے تو پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ان کا انتقال ۱۷؍ اپریل ۱۹۹۱ء کو ہوا۔ اتفاق سے جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد میں تھے اور آپ ہی نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حاجی غلام رسول نیازی رحمۃ اللہ علیہ چھے بھائی تھے۔ آپ کا ایک بیٹا (محمد احسان اللہ) اور ایک بیٹی ہے۔ سارے گھرانے کا فکری تعلق مجلس احرار اسلام سے ہے۔ حاجی صاحب مرحوم جماعت کے اجلاسوں اور کانفرنسوں میں سرخ قمیض پہن کر شریک ہوتے۔ خصوصاً مسجد احرار چناب نگر میں منعقدہ ۱۲؍ ربیع الاول کی ختم نبوت کانفرنس میں بڑے اہتمام کے ساتھ ایک قافلے کی شکل میں شریک ہوتے۔ احرار نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کرتے اور بہت دعائیں دیتے۔ ان کے بھتیجے بھائی عبدالشکور نیازی نے بتلایا کہ آخری وقت بھی فجر کی نماز کے لیے تیمّم کرانے کا فرمایا۔ پھر لیٹے لیٹے نماز کے لیے ہاتھ اٹھائے اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ بچوں سے فرماتے کہ میرا جنازہ خانوادۂ امیر شریعت کا کوئی فرد پڑھائے۔ حسن اتفاق ہے کہ راقم (کفیل بخاری) اس روز چنیوٹ میں تھا، حضرت مولانا محمد مغیرہ کے ہمراہ فیصل آباد پہنچا اور نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ موت کے بعد بھی ان کا چہرہ سرخ، روشن، متبسم اور نفسِ مطمئنہ کی مثال تھا۔ نمازِ جنازہ میں فیصل آباد کے دینی حلقوں سے بہت بڑی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ مجلس احرارِ اسلام فیصل آباد کے کارکنان بھائی اشرف علی احرار اور بھائی محمود کے ہمراہ شریک ہوئے۔ حضرت مولانا مجاہد الحسینی مدظلہٗ اپنی ضعیف العمری اور علالت کے باوجود نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے۔ مجلس احرارِ اسلام کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، سیکریٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ، سیکریٹری نشر و اشاعت میاں محمد اویس، جناب ملک محمد یوسف اور تمام مرکزی قیادت نے آپ کے انتقال پر انتہائی صدمے کا اظہار کیا ہے اور تمام لواحقین سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے مرحوم کے لیے دعاءِ مغفرت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور حسنات قبول فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے (آمین)

حضرت مفتی محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ گورمانی (مہتمم جامعہ مفتاح العلوم گوجرانوالہ) ۲۴؍ صفر ۱۴۳۸ھ/ ۲۵؍ نومبر ۲۰۱۶ء بروز جمعہ طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ آپ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد تھے۔ تمام عمر خدمتِ حدیث میں بسر کی۔ آپ کے سینکڑوں شاگرد ہیں جو تعلیم و تدریس دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حسنات قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام عطاء فرمائے۔

- مجلس احرارِ اسلام کے قدیم رفیق، مولانا حافظ ارشاد احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان) انتقال: ۷؍ نومبر ۲۰۱۶ء

● مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کے کارکن حافظ محمد زبیر کا نومولود بیٹا، انتقال: ۱۶/نومبر ۲۰۱۶ء

● مجلس احرار اسلام ڈیرہ غازی خان کے قدیم کارکن بھائی رشید احمد کی اہلیہ، انتقال: ۱۸/نومبر ۲۰۱۶ء

● مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق مدرس مولانا حافظ عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ، انتقال: ۱۵/نومبر ۲۰۱۶ء

● مجلس احرارِ اسلام ملتان کے سیکریٹری جنرل بھائی حافظ محمد مغیرہ کی والدہ ماجدہ، انتقال: ۱۳/نومبر ۲۰۱۶ء

● مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق مدرس بھائی حافظ سعید احمد کی والدہ ماجدہ، انتقال: ۱۳/نومبر ۲۰۱۶ء ● ہمارے مخلص رفیق محمد حمزہ (سرائے سدھو) کی والدہ ماجدہ، انتقال: ۷/نومبر ۲۰۱۶ء ● چیچہ وطنی میں مرکزی مسجد عثمانیہ کے دیرینہ خادم حافظ محمد شریف کے ماموں زاد بھائی ماسٹر محمد شریف انتقال کر گئے۔ ● مجلس احرارِ اسلام سلانوالی کے امیر محمد شاہد کے بھائی مقبول احمد، انتقال: ۳/نومبر ۲۰۱۶ء ● ہمارے قدیم مخلص و مہربان صوفی محمد نواز مرحوم (جلال پور پیر والہ) ● ملتان میں ہمارے کرم فرما عبدالجبار کے بھائی اور فرحان حقانی کے پھوپھی زاد حافظ عبدالمجید مرحوم، انتقال: ۲۱/نومبر ۲۰۱۶ء

● مجلس احرارِ اسلام کمالیہ کے قدیم کارکن محترم کریم بخش رنگ والے، انتقال: ۲۴/نومبر ۲۰۱۶ء

● چیچہ وطنی دارالعلوم ختم نبوت کے معاون ماسٹر محمد دین چک نمبر 44-12 ایل ۲۱/اگست ۲۰۱۶ء کو انتقال کر گئے

● چیچہ وطنی جماعت کے دیرینہ اور مخلص کارکن ریاض احمد ۷/نومبر ۲۰۱۶ء، پیر کو انتقال کر گئے

● احرار مرکز چیچہ وطنی کے ناظم عمومی اور مدرس ناظرہ دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد، حافظ حبیب اللہ رشیدی کی خوشدامن ۷/نومبر ۲۰۱۶ء کو انتقال کر گئیں ● چیچہ وطنی دفتر کے معاون حافظ محمد سلیم شاہ کی ممانی صاحبہ انتقال کر گئیں

● میاں چنوں میں ہمارے دیرینہ مہربان اور معاون حکیم محمد اکرام کی والدہ ماجدہ ۱۰/اکتوبر ۲۰۱۶ء کو انتقال فرما گئیں

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خاص اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطاء فرمائے۔

دعاءِ صحت

● جمعیت علماء اسلام پاکستان کے قائد حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ علیل ہیں

● مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن بخاری دامت برکاتہم شدید علیل ہیں

● مدیر نقیب ختم نبوت سید محمد کفیل بخاری کی پھوپھی صاحبہ اور سید محمد اویس بخاری (گوجرانوالہ) کی والدہ شدید علیل ہیں

● حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی جناب خواجہ رشید احمد صاحب گزشتہ کئی ماہ سے کومے میں ہیں

● مجلس احرار اسلام بہاول پور کے صدر قاری عبدالعزیز صاحب، مجلس احرارِ اسلام راولپنڈی کے صدر پیر محمد ابوذر صاحب

● قدیم احرار کارکن چودھری محمد اکرام صاحب (لاہور)

● مدرسہ معمورہ کا سابق طالب علم حافظ محمد اویس سنجرانی علیل ہے

● سید محمد کفیل بخاری کے چچا محترم سید غلام مصطفی شاہ صاحب علیل ہیں

● مجلس احرار اسلام چکڑ الہ ضلع میانوالی کے کارکن اولیا خان شدید علیل ہیں

● مجلس احرارِ اسلام چشتیاں کے کارکن حافظ فاروق احمد شدید علیل ہیں

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لیے دعاء فرمائیں۔

اشاریہ ”نقیبِ ختم نبوت“ (2016ء)

مرتب: محمد یوسف شاؔد

دل کی بات (اداریہ) :

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
قافلۂ احرار اور تحفظِ ختم نبوت	سید محمد کفیل بخاری	جنوری	2
باچا خان یونیورسٹی چارسدہ میں دہشت گردی......	//	فروری	2
پنجاب اسمبلی کا تحفظِ خواتین بل	//	مارچ	2
”راگ“ بلاول	//	اپریل	2
حضرت حافظ سید محمد وکیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ کا سانحۂ ارتحال	//	مئی	2
طالبان امیر ملا اختر منصور کی شہادت اور پاکستان کے خلاف نیا سہ فریقی اتحاد	//	جون	2
ریاست کا حق	//	جولائی	2
مدارسِ اسلامیہ میں نئے تعلیمی سال کا آغاز	صبیح ہمدانی	اگست	2
پاکستان زندہ باد	سید محمد کفیل بخاری	ستمبر	2
مسئلہ کشمیر، وزیراعظم کا جنرل اسمبلی سے خطاب اور بھارتی جنگی جنون	//	اکتوبر	2
دھرنا ڈرامے کا ڈراپ سین	//	نومبر	2
مجلس احرارِ اسلام، محاسبۂ قادیانیت اور دعوت اسلام	//	دسمبر	2

شذرات:

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
احرار......اور حالاتِ حاضرہ	عبداللطیف خالد چیمہ	فروری	4
اسلام آباد کے تعلیمی اداروں میں قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کی تصاویر؟	//	مارچ	3
مجلس احرار اسلام پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس اور قراردادیں	//	اپریل	3
عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور رمضان المبارک!	//	جون	4
ایک اور یوٹرن	//	جولائی	6
تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد اور دار المبلغین کا قیام	//	اگست	3
7 ستمبر، یومِ ختم نبوت	//	ستمبر	4
یومِ ختمِ نبوت کی غیر معمولی پذیرائی	//	اکتوبر	4
سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر اور دعوتی جلوس!	//	نومبر	4
چناب نگر کے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو دینے کا فیصلہ،	//	دسمبر	4
ختم نبوت کانفرنس چناب نگر 11-12 ربیع الاوّل 1438ھ	//	//	5

افکار:

مسلم ممالک کا فوجی اتحاد	مولانا زاہدالراشدی مدظلہ	جنوری	8
وزیراعظم نواز شریف کا کھٹ راگ اور لبرل ازم کا الاپ...... حقائق کی روشنی میں	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	10
دینی مدارس کی قدر و منزلت	حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ	//	13
اللہ کے غضب کو دعوت دینے والے	اوریا مقبول جان	//	16
روہنگیا مسلمان اور الحاق پاکستان	سید شہاب الدین شاہ	//	18
عاشقِ ختم نبوت عابد ہاشمی، غیرانسانی سلوک کا نشانہ	نجم الحسن عارف	//	20
بعض حالیہ اقدامات پر دینی حلقوں کی فکرمندی	مولانا زاہدالراشدی مدظلہ	فروری	10
ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	13
کیا کوئی شریف عورت پولیس کو گھر بلا کر اپنا شوہر اس کے حوالے کرے گی؟	غلام اکبر	مارچ	9
رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں!	اوریا مقبول جان	//	10
مسلکی منافرت پھیلانے میں "را" کا گھناؤنا کردار	ریاض احمد چودھری	//	13
"بدعہدی کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل نہ دکھائیں"	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	اپریل	7
تیری وضاحت میں صداقت نہیں لگتی	منصور اصغر راجہ	//	9
لبرل ازم کا محرک کون؟	محمد اعجاز مصطفیٰ	مئی	7
نفاق و افتراق ہے، شدید خلفشار ہے	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	10
پاکستانی میڈیا کا "اپریل فول" اور ہمارا ثقافتی فقدان	عاصم حفیظ	//	13
اداکار حمزہ علی عباسی کے خلاف کارروائی پر قادیانی دھمکیاں	سیف اللہ خالد	جولائی	8
مولوی، معاشرہ	اوریا مقبول جان	//	10
تاریخ کے دو سبق...... جواب آں غزل	محمود حجازی	//	13
کہاں سے چلے ہم کہاں آن پہنچے	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	17
ترکی میں کیا ہوا؟ آنکھوں دیکھا حال	ڈاکٹر خلیل طوقار	اگست	5
یہ سرکس کے مسخرے	اوریا مقبول جان	//	10
ترکی اور مشرق وسطیٰ کی صورتحال پر اجلاس	مولانا زاہدالراشدی مدظلہ	//	13
این جی اوز یا خیرالناس؟	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	15
حکومت کا اختیار اور قادیانی	اشرف قریشی	ستمبر	6
یوم آزادی اور سیاسی فضا	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	10
حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ	ڈاکٹر عبدالقدیر خان	//	12
پیمرا چاہتا کیا ہے؟	سیف اللہ خالد	اکتوبر	9
قادیانی اقلیت کے حقوق اور ان کی آبادی کا تناسب	مولانا زاہدالراشدی مدظلہ	//	11
عرب دنیا میں ترکِ قادیانیت کی تازہ لہر	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	//	14

دینی مدارس کے خلاف ایک نئے راؤنڈ کی تیاریاں	مولانا زاہدالراشدی مدظلہ	//	17
مودی حکومت نے قادیانیوں کو مسلم فرقہ قرار دے دیا	منیر احمد شاہ	//	19
مہنگائی کا طوفان	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	نومبر	5
دینی مدارس کی مشکلات اور اساتذہ وطلباء کا عزم	مولانا زاہدالراشدی مدظلہ	//	8
ایک عظیم تحقیقی کتاب "امام طبری کون؟ مؤرخ، مجتہد یا افسانہ ساز"	اوریا مقبول جان	//	12
مظہر حسین، ترکی بن سعود اور ہمارا عدالتی نظام	مفتی توصیف احمد	//	15
مائنارٹی بل یا اسلام سے بغض	یعقوب غزنوی	دسمبر	7
تعلیمی نصاب میں تبدیلیاں اور امریکی کمیشن کی رپورٹ	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	//	10
دین ودانش:			
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	جنوری	41
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت جزیرۃ العرب کی مذہبی حالت	ابومعاویہ واجد علی ہاشمی	//	43
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ......ہمارا فیصلہ	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	48
کیا ابھی وقت نہیں آیا......؟	ابوطلحہ عثمان	//	50
ذکرِ الٰہی کی فضیلت	محمد نعمان سنجرانی	فروری	16
جذبۂ ایثار اور ہمارے رویے	سید عزیز الرحمٰن	//	19
محافل میلاد میں منکرات کا ارتکاب......(تفہیم المسائل)	مفتی منیب الرحمٰن مدظلہ	//	25
معاہدہ حدیبیہ کی ایک شرط	مولانا زاہدالراشدی مدظلہ	مارچ	15
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل وانصاف	مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ	//	17
گناہوں سے توبہ کی فضیلت اور اجر وثواب	حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد الغزالیؒ	//	21
معلم قرآن	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	25
کھانے کے آداب	مولانا عابد الرحمٰن صدیقی	//	26
تحفظ خواتین بلک کا شرعی اور معاشرتی جائزہ	مولانا زبیر احمد صدیقی	اپریل	13
امامِ اُمّت......سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	23
"مرحبا" اے نبی کے دیوانو!	ابوطلحہ عثمان	//	25
نہ دارا رہا نہ سکندر رہا	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	26
اسلام اور طہارت	مفتی ابوالخیر عارف محمود	//	28
مدبرِ اعظم......سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	مئی	14
ذرا ہمت سے کام لیں!	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	16
احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط1)	حافظ عبیداللہ	//	18
دنیائے اسلام کے سب سے بڑے حکمران سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما	مولانا تنویر الحسن احرار	//	25
سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور تاریخی روایات	محمد عرفان الحق	//	29
رمضان: قرآنی مہینہ	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	جون	6

روزہ: اسلام کی تیسری بنیاد	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ	//	8
روزوں کے اہم ترین مسائل	ادارہ	//	12
فضیلت شبِ قدر	مولانا مفتی سید عبدالکریمؒ	//	17
اعتکاف کے مسائل	ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہ	//	20
عیدالفطر......صدقۃ الفطر (فضائل واحکام، مسائل)	مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	//	30
زکوٰۃ کے حساب اور ادائیگی کا آسان طریقہ	ادارہ	//	33
احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط۲)	حافظ عبیداللہ	//	36
ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ	جولائی	19
امیر المؤمنین خلیفۂ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ	//	26
سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا	مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ	//	33
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	//	40
عیدالفطر	مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ	//	42
احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط۳)	حافظ عبیداللہ	//	46
گناہ اور معصیت! مصائب وآفات اور پریشانیوں کا سبب	مولانا محمد شفیق الرحمٰن علوی	اگست	17
تکبّر	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	26
احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط۴)	حافظ عبیداللہ	//	28
اسلام کا نظام دعوت وتبلیغ	مفکر احرار چودھری افضل حق	ستمبر	16
قربانی کے مسائل	ڈاکٹر مفتی عبدالواحد	//	21
احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط۵)	حافظ عبیداللہ	//	36
امیر المؤمنین خلیفہ راشد سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	محمد عرفان الحق	اکتوبر	21
دوعظیم بھائی......سیدنا عثمان وسیدنا علی رضی اللہ عنہما	محمد یوسف شیخوپوری	//	26
تُو بھی ان کو معاف کردے	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	29
احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط۶)	حافظ عبیداللہ	//	31
24 گھنٹوں میں صرف 9 منٹ	ادارہ	//	41
دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلامی ریاست کا نقشہ	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ	نومبر	17
امن وسلامتی کا نشان، نواسۂ رسول سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما	پروفیسر ابوطلحہ عثمان	//	19
''اللہ'' یا خدا	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	22
شکر	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	24
احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط۷)	حافظ عبیداللہ	//	27
احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، منکرین حدیث کے اعتراضات کا جائزہ (قسط۸)	حافظ عبیداللہ	دسمبر	13

مکتوب:

بخدمت جناب چیئرمین پیمرا اسلام آباد	عبداللطیف خالد چیمہ	جولائی	5
چیئرمین پیمرا کے نام	״	اکتوبر	8
سیکرٹری مالیات رحماءُ بینھم ویلفیئر ٹرسٹ کا خط	غلام ابوبکر صدیق	״	61

انٹرویو

عمرِ رفتہ کی چند شیریں یادیں (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیقؒ)	محمد احمد حافظ	مارچ	39

اظہارِ تشکر

حضرت سید محمد وکیل شاہ بخاری رحمہ اللہ کے انتقال پر تعزیت و ہمدردی کرنے احباب کا شکریہ	سید محمد کفیل	جون	61

مطالعۂ قادیانیت و ردِّ قادیانیت:

علامہ اقبالؒ، اکابر علماءِ حق اور قادیانیت	محمد سہیل باوا	جنوری	51
مسلمانوں کے بارے میں قادیانی مذہب کا فتویٰ	حافظ عبیداللہ	فروری	28
قادیانی چناب نگر میں قیمتی پلاٹ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں!	منصور اصغر راجہ	مارچ	51
جی سی یونیورسٹی لاہور کا شرم ناک اشتہار، ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی' قوم ساز شخصیت قرار	ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی	جون	54
اسلام اور قادیانیت (قسط ۱)	مولانا محمد مغیرہ	نومبر	47
جناب جاوید غامدی اور جماعت احمدیہ لاہور، مخمصے میں	شکیل عثمانی	دسمبر	27
اسلام اور قادیانیت (آخری قسط)	مولانا محمد مغیرہ	״	35

یادِ رفتگان:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ	سید محمد کفیل بخاری	مارچ	5
فدائے احرار...... ماسٹر غلام یٰسین مرحوم	مولانا تنویر الحسن احرار	״	7
استاذ العلماء مولانا عبیداللہ اشرفی کی رحلت	سید محمد کفیل بخاری	اپریل	6
حافظ سید وکیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	حبیب الرحمٰن بٹالوی	مئی	46
پروفیسر عطاء اللہ اعوان صاحب کا سانحہ ارتحال	مولانا جمیل الرحمٰن عباسی	״	49
مولانا حافظ ارشاد احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ	عبدالمنان معاویہ	دسمبر	48

سفرنامہ

ناگڑیاں سے لاہور تک......ایک تنظیمی سفر	تنویر الحسن نقوی	اگست	57

نقد و نظر:

غامدی صاحب کا جوابی بیانیہ' دستور پاکستان اور قادیانیت (پہلی قسط)	شکیل عثمانی	فروری	37
غامدی صاحب کا جوابی بیانیہ' دستور پاکستان اور قادیانیت (دوسری و آخری قسط)	شکیل عثمانی	اپریل	45

روداد:

ملتان اور چیچہ وطنی کا سفر	پروفیسر خالد شبیر احمد	اپریل	57
جناب عبداللطیف خالد چیمہ کا دو روزہ کراچی کا دورہ	ابوعثمان احرار	مئی	5
طالبات کا چھ روزہ تربیتی کورس!	میمونہ عبداللطیف	اگست	60

دورۂ تربیت المبلغین زیر اہتمام شعبہ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوت مجلس احرار اسلام	عبدالمنان معاویہ	نومبر	59

ادب:

نعت	مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	جنوری	23
حمد باری تعالیٰ	محمد سلمان قریشی	مارچ	30
نعت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم	محمد سلمان قریشی	اپریل	34
منقبت در مدح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	محمد سلمان قریشی	//	35
منقبت در مدح سیدنا حسن سلام اللہ علیہ	محمد سلمان قریشی	مئی	43
غزل	عتبان محمد چوہان	//	44
سید وکیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	میجر سعید اختر	//	45
حضرت وہب بن قابوس رضی اللہ عنہ کی شہادت	پروفیسر توحید الرحمٰن	جون	47
طفلِ فلسطین: عقیدت کے پھول	اے بی صائم	//	48
بیاد پروفیسر حافظ سید وکیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر میاں محمد افضل	//	49
نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم	ماہر القادری	جولائی	52
جناب پروفیسر حافظ سید وکیل شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	53
نعت	حکیم سرو سہارن پوریؒ	اگست	42
بیادِ امیر شریعت	پروفیسر خالد شبیر احمد	اگست	43
حمد	سید تابش الوری	ستمبر	44
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	45
عشق کے قیدی (ناول) (قسط نمبر۱)	ظفر جی	//	46
پیروڈی کیا ہے؟	طارق کلیم	اکتوبر	42
منقبت امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ	حکیم سید محمود احمد سرور	//	49
تیرے امام کی منقبت	احمد جاوید	//	51
غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	53
عشق کے قیدی (ناول) (قسط نمبر۲)	ظفر جی	//	54
منقبت در مدح اصحاب محمد علیہم الرضوان	محمد سلمان قریشی	نومبر	40
عشق کے قیدی (ناول) (قسط نمبر۳)	ظفر جی	//	41
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (نظم)	محمد فیاض عادل	دسمبر	20
عشق کے قیدی (ناول) (قسط نمبر۴)	ظفر جی	//	21

خطاب:

وحدتِ اُمّت (قسط۱)	خطاب: مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ	مارچ	31
وحدتِ اُمّت (قسط۲)	خطاب: مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ	اپریل	36
سیدنا معاویہ سلام اللہ ورضوانہ علیہ (قسط۱)	خطاب: سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	مئی	33

عنوان	مصنف	ماہ	صفحہ
اختلافاتِ اُمّت اوران کا حل......وحدتِ اُمّت (آخری قسط)	خطاب: مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ	//	52
سیدنا معاویہ سلام اللہ ورضوانہ علیہ (قسط۲)	خطاب: سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	جون	41
سیدنا معاویہ سلام اللہ ورضوانہ علیہ (قسط۳)	خطاب: سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	جولائی	54
سیدنا معاویہ سلام اللہ ورضوانہ علیہ (قسط۴)	خطاب: سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	اگست	34
سیدنا معاویہ سلام اللہ ورضوانہ علیہ (آخری قسط)	خطاب: سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	ستمبر	27

بیادحافظ سید محمد وکیل شاہؒ

عنوان	مصنف	ماہ	صفحہ
آہ! حافظ سید محمد وکیل شاہ رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر حفیظ الرحمٰن خان	جون	50
آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے	شعیب ودود	//	52

گوشۂ امیر شریعتؒ:

عنوان	مصنف	ماہ	صفحہ
قرآن سے محبت اور انگریز سے نفرت......ڈسٹرکٹ جیل میانوالی کا ایک گمشدہ صفحہ	نبیرۂ امیر شریعت سید عطاء اللہ	اگست	44
محمد تر کھان اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	محمد اکرم رانجھا	//	49
جنگِ آزادی اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	53

ماضی کے جھروکوں میں:

عنوان	مصنف	ماہ	صفحہ
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ۔ مجلس احرار اسلام......شاہ جی کی زندہ تحریک (قسط۱)	مولانا حافظ عبدالرشید ارشدؒ	جنوری	55
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ۔ مجلس احرار اسلام......شاہ جی کی زندہ تحریک (قسط۲)	مولانا حافظ عبدالرشید ارشدؒ	فروری	46
حضرت مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ......ایک کتابی بزرگ	مولانا حبیب الرحمٰن ہاشمی	//	56
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ۔ مجلس احرار اسلام......شاہ جی کی زندہ تحریک (آخری قسط)	مولانا حافظ عبدالرشید ارشدؒ	مارچ	53

انتخاب:

عنوان	مصنف	ماہ	صفحہ
ظہورِ قدسی صلی اللہ علیہ وسلم	امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ	جنوری	7

حسنِ انتقاد (تبصرۂ کتب):

فروری — نام کتاب: سیرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تالیف: مولانا ثناء اللہ سعد شجاعبادی ص۵۸
// — نام کتاب: سیرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تالیف: مولانا ثناء اللہ سعد شجاعبادی ص۵۸
// — نام کتاب: مطبوعہ القاسم اکیڈمی تالیف: علامہ عبدالرشید عراقی ص۵۹
// — نام کتاب: اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سو پھول تالیف: مولانا قاضی محمد اسرائیل
مئی — نام کتاب: قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ (جدید ایڈیشن) تالیف: پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ ص۶۱
// — نام کتاب: اقوال محمود، تالیف اختر کاشمیری، تدوین واضافہ فاروق قریشی ص۶۲
جون — نام: کتاب شرح السرّ المکتوم مما اخفاہ المتقدمون، تالیف: عبدالعزیز پرہارویؒ ترجمہ وتشریح: مولانا ابوبکر قاسمی ص۵۷
// — نام کتاب: خطباتِ راشدی (جلد دوم) خطیب: مولانا زاہد الراشدی مرتب: مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر ص۵۸ نام کتاب: انوار الحق افادات مولانا انوار الحق ص۵۹
// — نام کتاب: کعبہ میرے آگے تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی ص۶۰
// — نام کتاب: دُررِ فرائد ترجمہ تشریح جمع الفوائد مترجم: مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ ص۶۰
جولائی — نام کتاب: قادیانیوں کا کفر کے اندھیروں سے اسلام کی روشنی تک مرتب: مولانا مفتی عظمت اللہ سعدیؒ ص۶۰

// نام کتاب: الکلام الفصیح فی اثبات حیاۃ المسیح مصنف: سیف الرحمٰن ص ۶۰

// نام کتاب: قرض کے فضائل، مسائل اور احکام مؤلف: مولانا منور حسین سورتی ص ۶۰

// نام کتاب: احقاق الحقائق (عقیدہ حیات الانبیاء)، مؤلف: مولانا عبدالحمید تونسوی ص ۶۰

// نام کتاب: صحت و مرض اسلام کی نظر میں مرتب: اسرار ابن مدنی ص ۶۱

// نام کتاب: نگارشات سیرت مرتبین: ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، حافظ محمد عارف گھانچی ص ۶۱

// نام کتاب: خصوصی اشاعت ماہنامہ ''الحق'' ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی زیر اہتمام و نگرانی: مولانا سمیع الحق مدظلہ ص ۶۱

دسمبر: نام کتاب: جناب غلام احمد پرویز کی فکر کا علمی جائزہ مرتب: شکیل عثمانی ص: ۴۵

ترحیم (مسافرانِ آخرت):

جنوری: حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالمجید ندیم رحمۃ اللہ علیہ، ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے سرکولیشن منیجر محمد یوسف شاد کے ماموں زاد ابو زاہد طارق اقبال مرحوم

فروری: حضرت مولانا محمد یٰسین رحمۃ اللہ علیہ

مارچ: مولانا وکیل احمد شیروانی رحمۃ اللہ علیہ، صوفی محمد یوسف رحمہ اللہ، غلام مصطفےٰ عجمی مرحوم، ماسٹر غلام یٰسین مرحوم

اپریل: رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کی پوتی، مدرسہ رحیمیہ فتح العلوم ملتان کے بانی مدیر حضرت مولانا قاری محمد امیر میاں رفیق احمد دین پوری

مئی: غلام حسین احرار، حافظ محمد سعید خواجہ، حاجی برخوردار مرحوم، پروفیسر عطاء اللہ اعوان، محمد نواز بٹ

جون: مولانا تنویر الحسن کے نانا حیات محمد، سید محمد کفیل بخاری کے پھوپھا سید نثار علی شاہ بخاری، مولانا محمد احمد لدھیانوی کی والدہ ماجدہ، ابوسفیان تائب کے جواں سال بھانجے

جولائی حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ کی بیٹی، مولانا قاری عبدالقیوم رحمۃ اللہ علیہ، ہمشیرہ مرحومہ محمد صاحب (ہلال انجینئرنگ لاہور) مولانا ناصر الدین خان خاکوانی کے بہنوئی محمد شریف خان خاکوانی

اگست مولانا محمد طفیل رشیدی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد حسن کی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ، قاضی محمد ارشد الحسینی کی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ اسلام آباد کے مسعود اشفاق کے چچا زاد بھائی محمد ضیاء

ستمبر: فیصل آباد کے طاہر لدھیانوی، حکیم محمد طارق اور حکیم محمد خلیل کے بہنوئی امان اللہ، سرگودھا کے اظہر سلیم کے والد ماجد، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے بھتیجے مولانا احمد سعیدؒ

اکتوبر: شیخ نیاز احمد (سٹینڈر بیکری) کی پھوپھی صاحبہ، الہ آباد کے عبدالمنان معاویہ کی خالہ صاحبہ، مولانا نعمان احمد سنجرانی کے خالہ زاد بھائی امیر حمزہ سنجرانی مرحوم، مظفر گڑھ کے حافظ عمران کی معصوم بیٹی

نومبر: لاہور کے ملک محمد یوسف کے بھتیجے محمد اسمٰعیل، قاری شبیر احمد عثمانی کے چچا زاد اور بہنوئی مولانا رفیق احمد صفدر مدرسہ عربیہ اسلامیہ بورے والہ کے مہتمم مولانا عبدالرؤف نعمانی

دسمبر: حاجی غلام رسول نیازی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی محمد عیسیٰ رحمہ اللہ، سابق مدرس مدرسہ معمورہ مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ

اجتماعات سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

زیرِ اہتمام: شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت مجلس احرار اسلام پاکستان

تاریخ	مقام	مقرر
2؍دسمبر	خطاب جمعۃ المبارک (جامع مسجد معاویہ ٹوبہ ٹیک سنگھ)	عبداللطیف خالد چیمہ
8؍دسمبر	نور محل شادی ہال لاہور، بعد نماز مغرب کماہاں میٹرو اسٹیشن لاہور	عبداللطیف خالد چیمہ
8؍دسمبر	دس بجے صبح، تقریری مقابلہ، دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی	مدارس وسکولز کے طلباء
8؍دسمبر	بعد نماز ظہر، احرار گرلز آرگنائزیشن، 100/ای ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی	جناب حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
9؍دسمبر	خطاب جمعۃ المبارک مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی	جناب حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
9؍دسمبر	بعد نماز عصر دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی کے لیے مزید خرید کی گئی نئی جگہ پر ''افتتاحی تقریب''	جناب حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
16؍دسمبر	خطبہ جمعۃ المبارک، مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی	عبداللطیف خالد چیمہ
23؍دسمبر	خطاب جمعۃ المبارک، جامع مسجد امیر معاویہ، نیتا پور، سیالکوٹ	عبداللطیف خالد چیمہ
30؍دسمبر	خطبہ جمعۃ المبارک، مسجد ختم نبوت رحمٰن سٹی چیچہ وطنی	عبداللطیف خالد چیمہ

نوٹ: مولانا منظور احمد، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، قاضی مفتی ذیشان آفتاب، مولانا بلال عاصم اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمد سرفراز معاویہ، عبدالمنان معاویہ چیچہ وطنی شہر اور مضافات میں سیرت کمیٹی کے زیر اہتمام دروس سیرت دیں گے۔

آرگنائزر سیرت کمیٹی، حکیم حافظ محمد قاسم، 03156381977

❁ ❁ ❁

قارئین متوجہ ہوں!

سالانہ چندہ ختم ہونے اور مدتِ خریداری کی اطلاع قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتے کے اوپر درج کر دی گئی ہے۔ جن قارئین کا زرتعاون نومبر 2016 میں ختم ہو چکا ہے انھیں دسمبر 2016 کا شمارہ ارسال کیا جا رہا ہے۔ براہِ کرم سالانہ زرِتعاون -/200 روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرالیں۔ یہ رقم بذریعہ منی آرڈر -/200 روپے یا درج ذیل موبائل نمبر 0300-6326621 پر -/270 روپے ایزی لوڈ کے ذریعے بھی بھیجی جا سکتی ہے۔ (سرکولیشن منیجر)

''نقیب ختم نبوت'' کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

یونیک
فاسٹ

ٹریولز اینڈ ٹورز
(پرائیویٹ) لمیٹڈ

تمام ائیر لائینز کی ٹکٹیں سستے ترین ریٹ میں حاصل کریں

نزدیک ترین رہائش | بہترین سروس

عمرہ
گروپ کے ساتھ
کے بہترین پیکج

علماء کرام گروپ کے ساتھ فری عمرہ پیکج حاصل کریں

سعودی عرب | دبئی | ملائیشیا | تھائی لینڈ | سری لنکا | چائنہ | سنگاپور | قطر | فلپائن

ماسکو | عراق | ازبکستان | مسقط
کے ویزٹ ویزے معلومات

بھمبر روڈ کوٹلہ گجرات
053-7575174
053-7575175

چیف ایگزیکٹو
مولانا محمد سید ابوبکر
03004002993
03454002993

بولان کا خالص

سرکہ سیب

(ایکسٹرا کوالٹی)

- دل کے بند والوں کو کھولتا ہے۔
- کولیسٹرول کو کم کرتا ہے۔
- ہاضمہ کو درست رکھتا ہے۔
- موٹاپے کو کم کرنے کیلئے بہترین دوا ہے۔
- گلے کی خراش اور بلغم ختم کر کے جسم کو صحت مند اور خوبصورت بناتا ہے۔
- رنگت نکھارتا ہے۔

Regd # QA/F/31

BOLAN'S®

Bolan Fruit Products
P.O.Box 285 Quetta
email: bfpq_asif@yahoo.com

احرار ۱۹۲۹ء

توحید و ختمِ نبوّت کے علمبردارو ایک ہو جاؤ — سید ابوذر بخاری

2 روزہ عظیم الشان 39 ویں سالانہ

ختمِ نبوّۃ کانفرنس

ان شاء اللہ

11/12 رَبیعُ الاوّل 1438ھ جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ

زیرِ صدارت

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی

سیّد عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان

مہمانِ خصوصی

حضرت مولانا

خواجہ عزیز احمد دامت برکاتہم

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

خانقاہ سراجیہ کُندیاں

پروگرام

11 ربیع الاوّل بعد نماز عشاء، علماء کرام، خطباء احرار اور مذہبی و سیاسی رہنما خطاب کریں گے۔ **12 ربیع الاوّل** بعد نماز فجر درس قرآن کریم، صبح 10 بجے تا ظہر جملہ مکاتب فکر کے سرکردہ رہنما، تحریک ختم نبوت کے قائدین، علماء، خطباء، زعماء احرار، وکلاء، صحافی، دانشور اور طالب علم رہنما عقیدۂ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، عصمت انبیاء، قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں کو قبول اسلام کی دعوت، احرار اور محاسبۂ قادیانیت کی تاریخ جیسے اہم موضوعات پر خطاب کریں گے۔ **جلوس دعوتِ اسلام** حسب سابق بعد نماز ظہر قادیانیوں کو دعوتِ اسلام کا فریضہ دُہرانے کے لئے فرزندانِ اسلام، مجاہدین ختم نبوت احرار کا عظیم الشان جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوگا۔ دورانِ جلوس مختلف مقامات پر زُعماء احرار خطاب فرمائیں گے۔

مِنجانب شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوّت مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

چناب نگر 0301-3138803 ملتان 0300-6326621 راولپنڈی 0300-9793093 کراچی 0308-5838395 0315-9932942 سیالکوٹ 0307-6101608

لاہور 042-35912644 040-5482253 0301-6221750 0300-5780390 0301-5310385 0303-4611460